...رست مضامین معارف

(جلد ۱۱۱)

...ی ۱۹۷۳ء تا ماہ جون ۱۹۷۳ء

(بہ ترتیب حروف تہجی)

...ن	صفحہ	شمار	مضمون	صفحہ
...ت		۵	فن توشیح	۳۴۴-۳۴۳
	...، ۳۲۲، ۴۰۲	۶	کیا اسلامی قانون رومی قانون کا مرہون منت ہے	۴۱ - ۹۹، ۱۸۵-۲۱۷، ۳۰۳
...ے				
	۱۴۷-۵۷، ۳۸۲-۲۱۵، ۴۶۱	۷	کیا موجودہ دنیا کو مذہب کی ضرورت نہیں رہی	۴۰۵
...ی کا حقیقی	۱۳۵	۸	مکتوب حمید	۷۳
		۹	ملا محمود جونپوری	۴۲۴-۳۲۵
	۱۱۷	۱۰	مولانا شبلی کا نثری اسلوب	۲۶۵
...ن کے	۲۰۱، ۲۸۴	۱۱	مولانا محمد علی کی یادیں	۲۴۵-۱۲۵-۷۰
		۱۲	ہمارے کیلنڈر تاریخ کے آئینہ میں	۳۶۴

شمار	مضمون	صفحہ	شمار	مضمون	صفحہ
۱۳	ہندوستان میں علم حدیث اموی دور تک	۸۵-۵		**باب التقریظ والانتقاد**	
	وفیات		۱	ایران سوسائٹی جوبلی سووینیر (۱۹۴۴ء - ۱۹۶۹ء)	۲۳۵
			۲	سترہویں صدی عیسوی میں ہندوستان کی بعض اہم نثری تصنیفات	۴۷۵
۱	چودھری خلیق الزماں مرحوم	۴۷۳		**مطبوعات جدیدہ**	
۲	مرزا احسان احمد بیگ وکیل	۷۵			
۳	مولانا عبدالصمد رحمانی مرحوم	۴۷۴			۷۷-۱۵۷-۲۳۶-۳۱۸-۳۹۸-۴۷۹
۴	مولانا عبدالمجید حریری بنارس	۷۶			

جلد ۱۱۱ - ماہ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ مطابق ماہ جنوری ۱۹۷۳ء - عدد ۱

مضامین

شذرات	شاہ معین الدین احمد ندوی	۲-۴

مقالات

ہندوستان میں علم حدیث اموی دور تک	جناب مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری اڈیٹر البلاغ بمبئی	۵-۱۹
مولانا محمد علیؒ کی یاد میں	سید صباح الدین عبد الرحمٰن	۲۰-۴۰
کیا اسلامی قانون رومی قانون کا مرہون منت ہے	ترجمہ جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب پیرس	۴۱-۵۶
خریطۂ جواہر	شاہ معین الدین احمد ندوی	۵۷-۶۲
مکتوب حمید	جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب پیرس	۶۳-۶۴

وفیات

مرزا احسان احمد بیگ وکیل	م	۷۵-۷۶
مولانا عبد المجید حریری بنارس	"	۷۶
مطبوعات جدیدہ	"ض"	۷۷-۸۰

بزم تیموریہ جلد اول

مؤلفہ سید صباح الدین عبد الرحمٰن - قیمت ۱۲ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شذرات

ونشن میں مسلمانوں کا بڑا نمایندہ اجتماع ہوا، پورے ہندوستان کی مسلم تنظیموں
یندے شریک ہوئے اور سبنے متفقہ طور سے مسلمانوں کے پرسنل لا میں
ریلی کی پرزور مخالفت کی، اس سے اندازہ ہو گیا ہوگا کہ مسلمانوں کی
س کرتی، باقی ایسے افراد تو ہمیشہ رہے ہیں جو پرسنل لا کیا کلام اللہ کے بہت سے
ہیں مگر انکی جو حیثیت ہے وہ سب پر ظاہر ہے۔

جواز کی جتنی دلیلیں دیجاتی ہیں اُن میں سے ایک بھی صحیح نہیں ہے، سب سے
سلامی ملکوں نے تبدیلی کی ہے، اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ جس ملک نے
خلاف کوئی تبدیلی ہے، اس نے غلطی کی، کسی قانون شکن کے عمل کو
ں کیا جا سکتا، اسلئے کسی ایسے اسلامی ملک کا عمل ہندوستان کے مسلمانوں کیلئے
اس دلیل میں بھی مغالطہ ہے، ٹرکی کے علاوہ کسی ملک نے نص قرآنی کے خلاف
بعض ملکوں نے شریعت کے اصولوں کی روشنی میں پرسنل لا کے غلط استعمال
اشدہ خرابیوں کو دور کیا ہے، اس قسم کی اصلاح ہندوستان میں
صرف اسلامی شریعت کے ماہروں کو ہے۔ عام مسلمانوں کو بھی نہیں، اور
نہیں، اس سلسلہ میں یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ جن اسلامی ملکوں نے کوئی
ئی ہے کسی دوسرے فرقہ پر اس کو مسلط نہیں کیا ہے، اس میں اور سب

کے لئے یکساں کوڈ بل میں بڑا فرق ہے، اس لئے اس سے بھی مسلمانوں کے پرسنل لا میں تبدیلی کا جواز نہیں نکلتا،

جو لوگ اسلامی ملکوں کو مثال میں پیش کرتے ہیں، وہ اُن کے اور ہندوستان کے حالات کو نظر انداز کر دیتے ہیں، اسلامی ملکوں میں مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت اور اُن کی حکومت ہے، دوسرے فرقے برائے نام ہیں، اس لئے اگر کوئی ملک کوئی ایسی تبدیلی بھی کرتا ہے جس کا اس کو شرعاً حق نہیں ہے تو اس سے یہاں کے مسلمانوں کی ملی حیثیت میں فرق نہیں آتا، وہ قائم رہتی ہے، کسی دوسرے فرقے میں اُن کے ضم ہونے کا خطرہ نہیں ہوتا، لیکن جن ملکوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں، اور حکومت میں بھی اُن کی موثر حیثیت نہیں ہے، اور ایسی جماعتیں بھی موجود ہیں، جو اُن کی ملی خصوصیات کو مٹانا چاہتی ہیں، وہاں اُن کا وجود صرف اُن کے مذہب، کلچر اور زبان سے قائم ہے، ان میں سے جس چیز کو بھی نقصان پہنچے گا، ان کا ملی وجود خطرے میں پڑ جائے گا، اسی لئے ہندوستان کے جمہوری اور سیکولر دستور نے اقلیتوں کے مذہب، کلچر اور زبان کے تحفظ کی ضمانت دی ہے، خود اسلامی ملکوں نے بھی کسی دوسرے فرقے کے پرسنل لا میں کوئی مداخلت نہیں کی ہے

مسلمانوں کا پرسنل لا انکے مذہب پر مبنی ہے اور اتنا مکمل ہے کہ دوسری قومیں اسکی تقلید کرتی ہیں، طلاق اور خلع کا حق وراثت میں عورتوں کا حصہ وغیرہ اسی تقلید کا نتیجہ ہیں، اسلئے مسلم پرسنل لا میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں، اور وہ ہندوستان کی دستوری ضمانت کے بھی خلاف ہے، جو لوگ مسلمانوں کی خیر خواہی ان کے مظلوم طبقہ کی حمایت اور ان کی اصلاح و ترقی کے لئے پرسنل لا میں تبدیلی ضروری سمجھتے ہیں، ان سے سوال ہے کہ کیا مسلمانوں کی ساری خیر خواہی اور ان کی اصلاح و ترقی پرسنل لا میں تبدیلی ہی پر موقوف ہے جو چیزیں مسلمانوں کی حقیقی خیر خواہی اور اُن کی ترقی کی ہیں، اُن کی طرف نہ اُن مصلحین کی توجہ ہے نہ حکومت کی ہے مسلمانوں کے خلاف خونریز فسادات اور ان کی جانی و مالی

ا سلسلہ بدستور جاری ہے، ملازمت کے دروازے اُن پر تنگ ہیں، اردو زبان
اخر سب کی نگاہوں کے سامنے ہے، اگر حقیقتاً مسلمانوں کی خیر خواہی مقصود ہے
ں کی اصلاح کی ضرورت ہے، مگر اس کے بارہ میں سارے مصلحین کی زبانیں
ں کے بغیر مسلمانوں کی اصلاح و ترقی کا درد

تو کارِ زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

اعثِ اطمینان ہے کہ اس بارہ میں حکومت کو بھی مسلمانوں کے جذبات
ے، اور اس کے ایک ترجمان محمد شفیع قریشی نائب وزیر ریلوے نے اعلان
کا پرسنل لا ان کا ذاتی معاملہ ہے، حکومت اس میں تبدیلی کا کوئی ارادہ
رے یہ بیان مسلم یونیورسٹی کے متعلق بیانات کی طرح نہ ہو۔
وہ مسلم یونیورسٹی کے معاملہ میں اختیار کرتی تو مسلمانوں کو بدگمانی کا موقع
اس کی تلافی کرسکتی ہے،

لط استعمال سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، وہ اصل میں اسلامی نظامِ قضا
، ورنہ آسانی سے ان کا تدارک ہوسکتا تھا، مگر یہ چیز ہندوستان
اس لئے یہ علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ خرابیوں اور دشواریوں کو دور
یں کنونشن نے جو بورڈ بنایا ہے، یقین ہے کہ اس کے پیشِ نظر یہ مسائل ہونگے،

مقالات

ہندوستان میں علم حدیث اموی دور تک

از

جناب مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری اڈیٹر البلاغ بمبئی

ہندوستان میں علم حدیث کے موضوع پر متعدد علماء محققین نے خامہ فرسائی کی ہے، اور تقریباً سب کی تحقیق میں یہاں علم حدیث کا رواج چھٹی صدی کے بعد ہوا ہے، اور پہلے کی صدیاں اس سے خالی نظر آتی ہیں، اس تحقیق سے اسلامی ہند کی دینی و علمی تاریخ میں بڑا خلا محسوس ہوتا ہے اور یہ باور ہونے لگا کہ پہلے اس ملک میں رواۃ حدیث و محدثین اور ان کی تصانیف کا وجود نہ تھا، راقم نے اپنی کتاب "رجال السند والہند الی القرن السابع" میں اس خلا کو پر کیا اور پہلی صدی سے لیکر ساتویں صدی تک ہندی رواۃ و محدثین اور اُن کی تصانیف اور کئی سو علمائے حدیث و رجال حدیث کا ذکر کیا ہے، اس کے بعد اس کا اعتراف تو کیا گیا کہ اس زمانہ میں یہاں محدثین اور رواۃ حدیث تھے مگر انھوں نے غیر ممالک میں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کی سرگرمی دکھائی، خود ہندوستان میں وہ نہیں رہے، نہ انھوں نے یہاں روایت اور تصنیف کا کام کیا لیکن یہ خیال بھی صحیح نہیں ہے، واقعہ یہ ہے کہ تیسری اور چوتھی صدی میں جس کو علم حدیث کا زریں عہد کہا جا سکتا ہے، تمام بلاد اسلامیہ کی طرح

...ر جا تھا، دیبل، منصورہ، ملتان اور لاہور کے دینی و علمی مرکزوں میں ...ں جاری تھیں، اور بغداد، بصرہ اور کوفہ کی طرح یہ شہر علم حدیث اور محدثین ...یت اور تصنیف کا سلسلہ جاری تھا،

...نے تاریخ بغداد میں خلف بن محمد دیبلی موازینی کے تذکرہ میں علی ...دیبل میں روایت کی تصریح کی ہے،

...ن الدیبلی	خلف بن محمد دیبلی موازینی نے کہا کہ علی
...ثنا علی بن موسیٰ	ابن موسیٰ دیبلی نے ہم سے دیبل میں حدیث
...ل [1]	بیان کی،

...رہ میں متعدد علمائے حدیث درس و تصنیف میں مشغول تھے،

...منصوری کے بارے میں لکھا ہے،

...ابا محمد المنصوری	میں نے قاضی منصورہ ابو محمد منصوری
...به وله تدریس	کو دیکھا ہے، وہ داؤد ظاہری کے مسلک
...ں صنفت کتبا	پر تھے، اور وہاں ان کا حلقۂ درس
[illegible]	اور تصانیف تھیں، انھوں نے کئی
	اچھی اچھی کتابیں بھی لکھی ہیں،

...صالح منصوری کے متعلق ابن ندیم نے تصریح کی ہے،

...ؤدیین وله	وہ داؤدی مسلک کے فاضل ترین علماء
...نة کبار منها	میں سے تھے، اور ان کی کئی اہم، عمدہ اور

[1] ۳۳...

کتاب المصباح کبیر، کتاب الهادی	بڑی بڑی کتابیں ہیں، ان میں کتاب المصباح
کتاب النیر	بڑی کتاب ہے، نیز کتاب الہادی اور کتاب
	النیر ان کی تصنیف ہے،

ابو اسحاق شیرازی نے طبقات الفقہاء میں لکھا ہے،

صاحب کتاب النیر، خرج الی	وہ کتاب النیر کے مصنف ہیں، دیبل سے
بغداد و تعلم ثم عاد الی المنصورة	بغداد گئے اور وہاں سے علم حاصل کر کے منصورہ
	واپس آئے،

یاقوت نے معجم البلدان میں ان کے متعلق بیان کیا ہے،

له تصانیف فی مذهبه وکان	ابو العباس احمد بن صالح دیبلی کی ان کے
قاضی المنصورة	مسلک پر تصانیف ہیں، وہ منصورہ کے
	قاضی تھے۔

اس سے ظاہر ہوگا کہ خلف بن محمد دیبلی، علی بن موسیٰ دیبلی، قاضی ابو محمد منصوری اور ابو العباس احمد بن صالح منصوری چوتھی صدی میں دیبل اور منصورہ کے ان علماء و محدثین میں سے تھے جنھوں نے یہاں حدیث کی تدریس و روایت کی اور اس فن میں کتابیں بھی لکھیں،

اس خیال کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کے قدیم علماء و محدثین اور ان کی تصانیف کے نام و نشان ہمارے سامنے نہ آسکے، اور بعد کے علمائے عجم کے علمی و فکری سیل نے قدماء کے ناموں اور انکے تصنیفی کارناموں کو اس طرح بہا دیا کہ تاریخ کے صفحات بالکل سپاٹ ہوگئے، اور ان کتابوں میں سے کسی کا پتہ نہیں چلتا، اور ساتویں صدی کی ایک کتاب مشارق الانوار کے علاوہ یہاں کے علماء کی کوئی کتاب علم حدیث میں سامنے نہ آسکی، اور جس طرح علمائے عجم اور فقہائے ماوراء النہر

ائمۂ احناف کی امہاتِ کتب کو بھلا دیا۔ اسی طرح ان کی علمی اور تصنیفی یلغار نے
ریم فقہاء و محدثین کی تصانیف کو بھلا دیا۔

ہندوستان میں علم حدیث کی ابتدائی تاریخ ایک دوسرے انداز میں پیش
معلوم ہوگا کہ دوسرے ممالک اسلامیہ کی طرح ہندوستان میں بھی علم حدیث
ساتھ رائج تھا، اور یہ نظریہ غلط ہے کہ یہاں اس فن کو کئی صدیاں گذرنے
موقع ملا،

ا بہ و تابعین کی آمد | خلافت راشدہ میں ہندوستان کے مقبوضہ علاقوں میں
یا تھا اور اس عہد کے رواج کے مطابق حدیث کا مذاکرہ بھی جاری تھا۔ اخبرنا حدثنا
صدی ہجری کے بعد شروع ہوا، جبکہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے حکم سے احادیث
کے صحیفے مرتب کیے گئے، اور ان کی روایت کا سلسلہ جاری ہوا، اس سے پہلے
ن حسب موقع احادیث و آثار بیان کیا کرتے تھے،

ت کا دائرہ وسیع ہوا تو مختلف بلاد و امصار میں صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم
روانہ کیے گئے، اور انھوں نے وہاں احادیث رسول اور شرائع اسلام
امام ابن ابی حاتم رازی نے تقدمۃ الجرح والتعدیل میں تصریح فرمائی ہے:

صحابۃ رضی اللہ عنہم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرات صحابہ
الامصار والثغور	رضی اللہ عنہم مختلف شہروں، علاقوں اور
دان والمغازی	سرحدوں میں فتوحات، مغازی، امارت
القضاء، نبعث	اور قضا کے سلسلے میں پھیل گئے، اور ان میں سے
ھم فی ناحیتہ	ہر ایک نے اپنے علاقہ اور شہر میں رسول اللہ

وبالبلد الذی ھو بہ ما وعاہ	صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی احادیث کو عام
وحفظہ عن رسول اللہ صلی اللہ	کیا، اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ
علیہ وسلم وحکموا بحکم اللہ	صلی اللہ علیہ وسلم کے سنن جاری کیے اور رسول اللہ
عزوجل وامضوا الامور	صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر معاملات کو چلایا اور
علی ما سن رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل کے
علیہ وسلم وافتوا فیما سئلوا عنہ	جواب میں جو کچھ سنا تھا اسی کے مطابق ان
مما حضرھم من جواب رسول اللہ	جیسے مسائل میں فتویٰ دیا، حسن نیت اور
صلی اللہ علیہ وسلم عن نظائرھا	رضائے الٰہی کے لیے عام مسلمانوں کو فرائض
من المسائل، وجردوا انفسھم	واحکام اور سنن، حلال و حرام میں اپنے
مع تقدمۃ حسن النیۃ والقربۃ	آپ کو مصروف رکھا، اور اپنے اس کام
الی اللہ تقدس اسمہ لتعلیم	میں یہ حضرات برابر لگے رہے، یہاں تک کہ
الناس الفرائض والاحکام	اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھا لیا، بس ان کے
والسنن والحلال والحرام	بعد حضرات تابعین آئے جن کو اللہ تعالیٰ
حتی قبضھم اللہ عزوجل	نے اپنے دین کی اقامت اور فرائض،
رضوان اللہ ومغفرتہ ورحمتہ	حدود، امر الٰہی اور رسول کے سنن
علیھم اجمعین، فخلف بعدھم	و آثار کی حفاظت کے لیے چن لیا تھا،
التابعون الذین اختارھم اللہ	انھوں نے حضرات صحابہ سے احکام
عزوجل لاقامۃ دینہ وخصھم	اور سنن و آثار حاصل کرکے عام کیا، اس
بحفظ فرائضہ وحدودہ	بارے میں وہ اتقان، تفقہ اور علم کا حق

كامه وسنن رسوله
ره وحفظوا عن صحابه
[illegible] ماانتشروه وبثوه
ن والآثار وسائر ما
بة به رضي الله عنهم
وه وتفقهوا فيه
لام والدين
الله عزوجل ونهيه
م الله عزوجل
ول الله عزوجل
هم باحسان
دورضوا عنه[1]

اداکرکے اسلام اور خدائی امرونواہی
میں اس مقام پر تھے جس پر اللہ تعالیٰ
نے ان کو رکھا ہے، اور ان کی شان میں
فرمایا ہے والذین اتبعوهم الخ
یعنی جن لوگوں نے حسن وخوبی کے ساتھ
صحابہ کی اتباع کی ان سے اللہ راضی ہوا
اور وہ اللہ سے راضی ہوئے،

ت راشدہ میں حضرات صحابہ وتابعین نے دوسرے مفتوحہ ممالک میں
ر و نواہی جاری کیے اور احادیث وفقہ کی تعلیم دی، اسی طرح ہندوستان
حکام، حلال، حرام، احادیث، آثار، فقہ وغیرہ کی اشاعت فرمائی،
ہایہ میں محمد بن قاسم کی فتوحات کے ذکر میں لکھا ہے کہ اس سے پہلے
ائل بلاد ہند میں صحابۂ کرام فاتح بنکر تشریف لاچکے ہیں، وہ لکھتے ہیں،

كان الصحابة
سندھ میں محمد بن قاسم کی فتوحات سے پہلے ہی

ص ۸ و ۹

فی زمن عمر رضی الله عنه وعثمان
رضی الله عنه فتحوا غالب هذه
النواحی ودخلوا مابينها بعد هذه
الاقاليم الكبار مثل الشام ومصر
والعراق واليمن واوائل بلاد الترك
ودخلوا الى ماوراء النهر واوائل
بلاد المغرب واوائل بلاد الهند[1]

حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما
کے زمانہ میں صحابۂ کرام نے ان اطراف کے
اکثر حصے فتح کیے، اور شام، مصر، عراق
یمن اور اوائل ترکستان کے وسیع و
عریض اقالیم میں پہنچے، نیز یہ حضرات ماوراء النہر
اوائل مغرب (افریقہ) اور اوائل ہند
میں داخل ہوگئے تھے۔

ہماری تحقیق میں سندھ ومکران اور ان کے حدود میں جو صحابۂ کرام تشریف لائے ان میں سے صرف سترہ کے نام وحالات ملے ہیں، جن میں پندرہ خلافت راشدہ اور دو اموی دور کی ابتدا میں آئے، اس دور میں صرف نو دس تابعین کے نام مل سکے ہیں، جبکہ اس زمانے میں یہاں آنے والے صحابہ وتابعین کی تعداد اس سے کہیں زیادہ رہی ہوگی، ان میں بیشتر صغار صحابہ اور کبار تابعین کے طبقہ کے حضرات تھے، انھوں نے یہاں اس زمانہ کے طریقہ کے مطابق کتاب و سنت اور احادیث وفقہ کی تعلیم جاری کی، اس وقت تک باقاعدہ "اخبرنا وحدثنا" کا رواج نہیں تھا، بلکہ صحابہ وتابعین کی مجلسیں اور مسجدیں دینی علوم ومعارف کے مدرسے ہوا کرتی تھیں، اور جب بعد میں اموی دور میں باقاعدہ احادیث کی تدوین وتعلیم کی باری آئی تو ان ہی حضرات سے احادیث کی روایت کا سلسلہ چلا۔

علمائے صحابہؓ خلافت راشدہ میں ہندوستان آنے والے صحابۂ کرام میں سے جن حضرات کے نام اور حالات معلوم ہوسکے ہیں، ان میں مندرجۂ ذیل صحابہ احادیث وآثار اور علوم اسلامیہ

[1] البدایہ والنہایہ، ج ۹ ص ۸۸

بن ابو العاصی ثقفیؓ خیار صحابہ میں سے تھے، ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ ان سے
نے روایت کی ہے جن میں امام حسن بصری زیادہ نمایاں ہیں، امام احمد
ل کیا ہے کہ میں نے عثمانؓ بن ابو العاصی سے افضل کسی کو نہیں پایا ہم
سے حدیث کی روایت کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ عبد اللہ بن بریدہؓ نے
وثیق کی[1]

حضرت حکم بن ابو العاصی ثقفیؓ کے بارے میں امام بخاری نے لکھا ہے کہ
محدثین اور رواۃ حدیث میں ہے، اور ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ
یں ہے، بعض لوگ ان کی احادیث کو مرسل بتاتے ہیں، ابن حبان نے
کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے، ان سے معاویہ
ہے۔[2]

بن زیاد حارثیؓ سے مطرف بن شخیر اور حفصہ بنت سیرین وغیرہ نے
کے نزدیک ان سے کوئی مسند حدیث مروی نہیں ہے،

بن عمرو تغلبیؓ سے ابو حاجب سوادہ بن عاصم، ابو الشعثاء، دلجہ بن قیس،
اللہ بن صاحب نے روایت کی ہے، صحیح بخاری میں ان سے ایک

بن عباس عبدیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو یا تین احادیث

---

۲۹۶ و استیعاب بذیل اصابہ ج ۳ ص ۲۹۲، کتاب العلل و معرفۃ الرجال ص ۲۳۴-۲۵۵
ص ۲۲۹، استیعاب ج ۱ ص ۳۰۷، کتاب الثقات ص ۳۹

کی روایت کی ہے، ان کا شمار بھی علمائے بصرہ میں تھا، ان سے ان کے دو صاحبزادوں
عبد الرحمٰن بن صحار اور جعفر بن صحار کے علاوہ منصور بن ابو منصور نے روایت کی ہے،

(۶) حضرت عبد اللہ بن عمیر اشجعیؓ سے ابن وقدان نے روایت کی ہے،

(۷) حضرت عبید اللہ بن معمر قرشی تیمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ سے روایت کی ہے، اور ان سے عروہ بن زبیر اور محمد بن سیرین نے روایت کی ہے،

(۸) حضرت مجاشع بن مسعود سلمیؓ سے ابو ساسان حصین بن منذر، یحییٰ بن اسحاق، ابو عثمان نہدی، کلیب بن شہاب اور عبد الملک بن عمیر نے روایت کی ہے، ان کی احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہیں،

(۹) حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معاذ بن جبلؓ سے روایت کی ہے، اور ان سے عبد اللہ بن عباسؓ، قتاب بن عمیر، حصان بن کاہل، سعید بن مسیب، محمد بن سیرین، عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ، حسن بصری، ابو لبید، عمار بن ابو عمار مولیٰ بنی ہاشم وغیرہ نے روایت کی ہے، ان سے مروی احادیث صحاح میں موجود ہیں،

علمائے تابعین | خلافت راشدہ کے مقدس دور میں ہندوستان آنے والے جن تابعین کرام کے نام اور حالات معلوم ہو سکے ہیں، اُن میں متعدد بزرگ احادیث و آثار اور علوم دینیہ کے اساطین و ائمہ تھے،

(۱) حضرت حکیم بن جبلہ عبدیؒ خلیفہ بن خیاط کی تصریح کے مطابق عہد عثمانی میں عہدۂ قضا پر مامور تھے، اور یہاں کے مسلمانوں کے جملہ امور و معاملات میں احادیث و آثار کی روشنی میں فیصلہ کرتے تھے،

ت امام حسن بصری کی حیثیت شیخ الکل فی الکل کی تھی کم ازکم ڈھائی سال تک
یں انھوں نے سجستان سے متصل سندھ ومکران کے حدود میں جہاد وغزوات
ر انشاء کی خدمت انجام دی، اور صحابہ وتابعین کی ایک بہت بڑی جماعت
ہے، ابن حبان نے کتاب الثقات میں لکھا ہے کہ امام حسن بصری نے

حابۂ کرام کو دیکھا ہے،

جابر بن یزید حسن بصری سے بھی پہلے ربیع بن زیاد حارثی کی فوج میں غنق
اور سجستان کے غزوات کے سلسلے میں سندھ کے علاقوں میں بھی

خدمت انجام دیتے تھے، جیساکہ ابن سعد نے طبقات میں تصریح کی ہے،
ں سعد بن ہشام انصاریؓ حضرت انسؓ کے چچا زاد بھائی ہیں، انھوں
ام بن عامر، چچا انس بن مالک اور ام المومنین عائشہؓ، عبداللہ بن
، اور سمرہ بنؓ جندب سے روایت کی ہے، اور ان سے حمید بن ہلال،
دنی، حمید بن عبدالرحمٰن حمیری. اور امام حسن بصری نے روایت
ۃ حدیث میں سے ہیں، دین ودیانت اور علم وفضل میں ممتاز مقام

نے صحابۂ کرام کے بعد اس ملک میں اپنے اپنے علوم ومعارف کی اشاعت
ز، غزوات وفتوحات اور قضا وامارت میں کتاب وسنت کی شمع
شن کی، اور فرائض، سنن، احکام، اوامر، نواہی کی تعلیم کے لیے
رت اور طریقہ کے مطابق دینی وعلمی خدمات انجام دیں،

یث وفقہ کی تعلیم | عہد رسالت اور خلافت راشدہ میں عام طور سے فوجوں

کے قائد اور صوبوں کے حاکم صحابۂ کرام ہوا کرتے تھے، جنھوں نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے تعلیم وتربیت اور دینی علوم حاصل کیے تھے، وہ اپنے حلقۂ امارت میں بیک وقت امیر و قاضی اور فقیہ ومعلم سب کچھ ہوتے تھے، ایسا بھی تھا کہ انتظامی امراء و حکام اور دینی وفقہی تعلیم اور قضاء وافتاء کے لیے قاضی، امام اور معلم الگ الگ ہوتے تھے، ہندوستان میں یہ دونوں صورتیں تھیں، یہاں کے امراء وعمال میں بعض اوقات ایک ہی ذات تمام دینی امور کی ذمہ دار ہوتی تھی، اور مختلف عہدوں کے لیے الگ ذمہ دار بھی ہوتے تھے،

سنہ ۴۳ھ میں، ربیع بن زیاد حارثی نے سجستان اور سندھ کے علاقہ میں فہرج کو فتح کیا اور ڈھائی سال تک زرنگ میں قیام کیا، اس پوری مدت میں امام حسن بصری انکے ساتھ میر منشی اور مفتی کی حیثیت سے رہے، افتاء کی خدمت حضرت جابرؓ بن یزید بھی انجام دیتے تھے، ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے:

کان الحسن یغزو، وکان مفتی	جس زمانہ میں حسن بصری جہاد میں چلے
الناس ھھنا جابر بن یزید	جاتے تھے، سجستان میں جابرؓ بن یزید لوگوں
قال: ثم جاء الحسن فکان	کے مفتی تھے، اور جب حسن بصری آجاتے
یفتی [1]	تھے تو وہ فتوی دینے لگتے تھے،

اس سے ان مقامات پر احادیث وآثار اور فقہ کی تعلیم واشاعت کا سلسلہ جاری ہوا، عہد عثمانی میں سندھ میں محکمۂ قضا کا مستقل قیام ہوگیا تھا، خلیفہ بن خیاط نے اس عہد کے مختلف بلاد وامصار کے قضاۃ اسلام کی تفصیلی فہرست درج کی ہے، اسی ضمن میں لکھا ہے کہ

[1] طبقات ابن سعد ج ۷، ص ۱۸۰

ر کے قاضی حضرت حکیم بن جبلہ عبدی تھے،[۱] یہ وہی بزرگ ہیں جن کو حضرت
ے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا، عہد عثمانی کے تینوں امرا، عبید اللہ
عثمان بن سعد اور ابن کندیر قشیری کے دور میں غالباً حکیم بن جبلہ
ن کے قاضی تھے،

ان بعض دینی مسائل میں صحابۂ کرام اور علمائے عرب سے رجوع کرتے
ن عبید اللہ بن معمر تیمی نے فارس کی امارت کے زمانہ میں حضرت عبداللہ
کیا،

نا فلا نخاف عدونا	ہم کو یہاں سکون و قرار حاصل ہے،
نا سبع سنین	اور اب ہمیں اپنے دشمن کا ڈر نہیں ہے،
صلاتنا؛	اس حالت پر سات سال کی مدت گذر چکی
	ہے اور ہمارے بال بچے پیدا ہو گئے ہیں'
	ایسی حالت میں ہم نماز میں قصر کریں یا
	پوری نماز ادا کریں؟

یں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے تحریر فرمایا،

ر کعتان[۲]	اب بھی تم لوگ دو ہی رکعت پڑھا کرو۔

قع پر جب اسلامی لشکر مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے ہی اس میں مصروف
ں لوٹ مچ گئی تو حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ نے کھڑے ہو کر فرمایا
ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے،

ج ا ص ۱۹۷ [۲] اصابہ ج ۲ ص ۳۴۲ و ۳۴۳۔

ینھیٰ عن النھبیٰ[۱]	آپ اس طرح مال لوٹنے سے منع فرماتے تھے،

اس فرمان رسول کا سننا تھا کہ جس سپاہی نے جو کچھ لیا تھا سب واپس کر دیا، پھر آپ نے از روئے شرع مال غنیمت کو تقسیم کیا،

اموی دور میں علم حدیث و محدثین | خلافت راشدہ کے بعد اموی دور کی ابتدا میں بھی خلافت راشدہ کی طرح امرائے فوج اور امرائے بلاد صحابۂ کرام بنائے جاتے تھے، اور غزوات و فتوحات میں ارباب علم و فضل اور اہل ورع و تقویٰ کی اچھی خاصی تعداد رکھی جاتی تھی، جس میں کبار تابعین کا عنصر غالب ہوتا تھا، ابن کثیر نے اموی خلفاء کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور دینی خدمات کو بیان کرتے ہوئے تصریح کی ہے،

وکان فی عساکرھم وجیوشھم	اموی دور کے غزوات میں اسلامی فوج میں
فی الغزو الصالحون والاولیاء	کبار تابعین میں سے صلحاء، اولیاء اور علماء
والعلماء من کبار التابعین فی کل جیش	ہوا کرتے تھے، ہر لشکر کے ساتھ ان بزرگوں
منھم شرذمۃ عظیمۃ ینصر	کی بڑی تعداد ہوا کرتی تھی، جن سے اللہ تعالےٰ
اللہ بھم دینہ[۲]	اپنے دین کی مدد فرماتا تھا۔

اس مقدس گروہ کے افراد غزوات و فتوحات کے ساتھ اسلامی علوم و معارف کی تعلیم و تلقین کی خدمت بھی انجام دیتے تھے، اور بہت سے علماء مفتوحہ بلاد میں سکونت اختیار کر کے کتاب و سنت اور فقہ کی تعلیم میں مصروف ہو جاتے تھے، ان کے پاس مرویات و احادیث کے مدونات بہت کم ہوتے تھے، اس لیے زبانی تعلیم و روایت کی خدمت انجام دیتے تھے، بعض حضرات جن کے پاس مرویات کتابی شکل میں تھیں، تو ان کی حیثیت ذاتی یادداشت کی تھی۔

[۱] سنن ابوداؤد [۲] البدایہ والنہایہ ج ۹ ص ۸۷

ی تک احادیث وآثار کی باقاعدہ تدوین نہیں ہوئی تھی، اور نہ اخبرنا، حدثنا
را تھا، سنہ ھ سے ۹۹ھ تک یہی حال رہا، اس کے بعد حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز
فت میں احادیث وسنن کی تلاش وتدوین کے احکام جاری کیے، اور ان کے
ائف تیار ہوگئے، اور دوسری صدی کے سرے پر باقاعدہ تدوین حدیث
ور ۱۴۰ھ و ۱۵۰ھ کے درمیان تقریباً پورے عالم اسلام میں فقہی ترتیب
ر جمع کیے گئے، اس طرح اموی دور خلافت کا علم حدیث کا پودا عباسی
ی پوری طرح بارآور ہوگیا، اور محدثین کرام نے اپنے اپنے مدونات وصحائف
کی باقاعدہ روایت شروع کردی۔

میں باقاعدہ حلقۂ درس کے علاوہ محدثین اپنے اپنے دائرۂ عمل میں اپنی مرویات
ر چلتے پھرتے حدیث کی تعلیم دیا کرتے تھے، یہ طریقہ دیگر ممالکِ اسلامیہ کی طرح
بھی رائج تھا، اس کی دو چار مثالیں ملاحظہ ہوں۔

ن ایاد بن لقیط ثقہ محدث اور اپنی قوم کے عریف وترجمان تھے، ایک مرتبہ
ودنے کا انتظام ان کے سپرد کیا گیا، وہ مزدوروں کی نگرانی وسربراہی کے
ایث سے ان کو حدیث کی تعلیم بھی دیتے تھے، ابن شاہین نے انکے تذکرہ میں لکھا ہے

یحضر ون قد امه	جب وہ آجاتے تو مزدور کھدائی کا کام شروع
صحیفة فیها احادیثه	کرتے، انکے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں انکی
نان جمع الیه	حدیثیں درج تھیں، جب کوئی شخص ان کے
خفة. فکتب منها	پاس آتا تو وہ اسے صحیفہ دیدیتے اور وہ اس
ء علیه	میں سے جتنی حدیثیں چاہتا نقل کرکے ان سے

لابن شاہین قلمی ص ۰،)

سَلَم بن ذیال ثقہ محدث تھے، ان سے ان کے تلمیذ معتمر نے ایک مرتبہ جہاد کے بحری سفر میں سماع حدیث کیا، ابن شاہین کا بیان ہے

وکان غزا معه فی البحر فسمع	معتمر نے سلم بن ذیال کے ساتھ بحری جہاد کیا
منه (کتاب الثقات لابن شاہین قلمی ص ۴)	اور اس اثنا میں ان سے احادیث کا سماع کیا

عمارہ بن عمیر تمیمی نے ایک غزدہ میں ایک محدث سے کہا کہ میں آپ کو پہچانتا ہوں، آپ ہمارے ساتھ امام ابراہیم تیمی کے حلقۂ درس میں بیٹھا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا ہاں درست ہے، اور عمارہ بن عمیر کو تیس دینار دیے، [1]

۵۰ھ میں سندھ کے غزدۂ قیقان میں حضرت سنانؓ بن سلمہ بن محبق ہذلی رضی اللہ عنہ امیر لشکر تھے، ایک موقع پر میدان جنگ میں دشمن پر حملہ کرنے کی ایک خاص تدبیر سے کام لیا، جس سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی، ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے اسلامی فوج کو اس طرح حملہ کرنے کی ہدایت کس لیے دی تھی؟ انھوں نے جواب دیا،

کذلک یصنع رسول الله	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں
صلی الله علیه وسلم	اسی طرح کیا کرتے تھے۔

بعد میں اس حدیث کو حضرت سنانؓ بن سلمہ سے ان کے تلمیذ حضرت ابوالیمان علی بن راشد نبال ہذلی بصری نے روایت کی [2]

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں احادیث کی روایت چلتے پھرتے بھی ہوتی تھی، اور باقاعدہ حلقۂ درس کے ساتھ بھی، ہندوستان میں بھی اس طرح حدیث رسول کی تعلیم واشاعت جاری تھی، (باقی)

---

[1] طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۲۸۸ [2] تاریخ خلیفہ بن خیاط ج ۱ ص ۲۵۰

مولانا محمد علیؒ کی یاد میں

از

سید صباح الدین عبدالرحمٰن

(۳)

ی خواہش اور لائڈ جارج کی اجازت سے جب سید حسین
کی تو انھوں نے لائڈ جارج سے مخاطب ہو کر کہا کہ مولانا
تعلق کچھ کہہ رہے تھے، تو آپ نے ان کو روک کر پوچھا
آزادی کے خلاف ہیں؟" مولانا محمد علی نے جواب دیا،
تھوڑی سی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے، ہم لوگ
سے اختلاف نہیں رکھتے، لیکن امیر فیصل نے اپنی
طرح کیاہے، اس کی نوعیت سے ضرور اختلاف ہے، اسلام
ں عرب اب تک براہ راست خلیفہ کے ماتحت رہا ہے،
میں یہ پہلی مثال ہے کہ ایک شخص نے جو خلیفہ نہیں ہے، اس
نے کی کوشش کی ہے، اس طرح مسلمانوں کے نقطۂ نظر
وں اور اصلی حقیقتوں میں تصادم ہوتا نظر آتا ہے،

ہم لوگ عرب کی آزادی کے مخالف نہیں ہیں، ہم اس علاقہ کی خود مختاری کے خواہاں ہیں، لیکن یہ آزادی خلافت کے ساتھ ہم آہنگ ہو، یہ کوئی ناقابل عمل چیز نہیں، کیونکہ عربوں اور ترکوں دونوں کا مذہب ایک ہے، اور اور دونوں مسلمان ہیں،

اس کے بعد سید حسین نے ہندوستان میں اس سلسلہ میں جو جذباتی ہیجان پیدا ہوا تھا، اُس کا ذکر یہ کہہ کر کیا کہ یہ وفد آل انڈیا خلافت کانفرنس کی طرف سے بھیجا گیا ہے، جو صرف مسلمانوں کی تنظیم ہی نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ بہت سے اہم ہندو رہنما بھی ہیں یہ ہندو رہنما اس کے ساتھ اس لیے ہو گئے ہیں کہ ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد اب انتہائی عروج پر ہے، ہندوؤں نے اسی اتحاد کے جذبہ میں محسوس کیا ہے کہ خلافت کا مسئلہ مسلمانوں سے بڑا گہرا تعلق رکھتا ہے، اسی لیے وہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں، دس بیس برس پہلے تک برطانوی حکومت کے دور میں ہندو مسلمان ایک دوسرے سے علیحدہ رہے، جب انڈین نیشنل کانگریس قائم ہوئی تھی تو مسلمانوں نے اس تحریک کی مخالفت کی، لیکن رفتہ رفتہ مسلمان اس میں شریک ہونے لگے، اور اب یہ غیر معمولی صورت دیکھنے میں آتی ہے کہ ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہیں، ہم لوگ ہندوستان کے ایک نئے دور میں داخل ہو رہے ہیں، ہندوؤں اور مسلمانوں میں میل ملاپ ہے، برطانوی امپائر میں دنیا کی سب سے بڑی مسلم طاقت آباد ہے، جزیرۃ العرب جیسے مذہبی مسئلہ کا تعلق ہندوستان کے نہ صرف مسلمانوں سے ہے بلکہ اس ملک کے اور دوسرے لوگوں

علق ہو گیا ہے۔ اگر یہ مسئلہ مسلمانوں کی مذہبی امنگوں کے مطابق طے ہو گیا
کے ساتھ اسلام اور ہندوستان یعنی ہندوستان کے مسلمان اور ہندو دونوں
برطانوی دولت مشترکہ کو اسلامی ممالک کی بھی ہمدردی حاصل رہے گی، دنیا میں
ہو رہے ہیں، اگر ہندوستان، اسلام اور برطانیہ کا حقیقی اتحاد عمل میں آجائے تو برطانوی
اندار ہو جائے گا۔
حت کے بعد وزیر اعظم (لائڈ جارج) بولنے کے لیے کھڑے ہوئے، اس
ظم نے اپنی اُن تمام عیارانہ ہوشمندی اور مغرورانہ تدبر کا جوہر دکھایا جس
ست داں ایک سامراجی قوت کی حیثیت سے اس وقت مشہور تھے،
ت تھی جس سے مدبرانہ دماغ خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔ اس قوت اور
رپ، ایشیا اور افریقہ کے لوگوں سے سیاست کی آنکھ مچولی کھیلتے رہے۔
ذیل کی تقریر ہے، اس کو پہلے غور سے پڑھ لیں، پھر اس کی سیاسی
تجزیہ بعد میں کیا جائے گا، لیکن ناظرین کی توجہ لائڈ جارج کی ایک تقریر
رف دلانا ضروری ہے، جس میں انھوں نے اتحادیوں کے ایک فوجی
النبی بائی کو خراج تحسین پیش کرتے وقت کہا تھا کہ ان کا نام ہمیشہ
ت سے یاد کیا جائے گا کہ وہ ایک ذہین اور قابل قدر فوجی سردار
ئیوں کے سلسلہ کی آخری لڑائی لڑے، جس میں ان کو بہت ہی شاندار
یہ ان کی خوش قسمتی ہے کہ انھوں نے اپنی جنگی صلاحیت سے ایک ایسی
اندار طریقہ سے کرایا جس میں یورپ کی سپہگری صدیوں سے ملوث ہوتی
خیال کو فراموش کر دیں کہ نسلاً بعد نسلٍ یورپ کی جنگی قوت بیکار قسم

کی لڑائیوں میں ضائع ہوتی رہی، کیونکہ برطانوی فوج نے جنرل النبی بائی کی نگرانی میں ایک ایسی فتح حاصل کر لی ہے کہ جس کے بعد اس سلسلہ کی لڑائی ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔ اسکے بعد وزیر اعظم کی تقریر کا متن پڑھیں:

وزیر اعظم۔ حضرات! آپ لوگوں نے اپنے معاملے کو پوری وضاحت اور اعتدال کے ساتھ پیش کیا، میں ایک حکومت کا سربراہ ہوں، اور مجھکو ایسے امپائر سے تعلق ہے، جس کے متعلق آپ نے خود ہی کہا ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا مسلم امپائر ہے، مجھ پر یہ لازم ہے کہ اس امپائر کے کسی حصہ کی بھی رعایا جو کچھ کہے اس کی سماعت کروں جب ہم لوگ پیرس میں تھے، تو ہندوستان کے جو مسلمان نمائندے وہاں آئے، ان کی باتوں کو ہم لوگوں نے غور سے سنا، شروع میں ان کی نمائندگی دو لائق ہندوستانیوں نے کی، جو مسلمان تو نہ تھے، لیکن اپنے مسلمان ہموطنوں کے ساتھ انصاف کیے جانے کے خواہاں تھے، مہاراجہ بیکانیر اور لارڈ سنہا نے اس مسئلہ کو برطانوی امپائر کے وفد کے سامنے پیش کیا۔ یہ وفد برطانیہ عظمیٰ ہی کا وفد نہ تھا، بلکہ پورے امپائر کا تھا، یہ دونوں وفد میں شریک تھے، اس کے بعد مسلمانوں کا بھی ایک وفد مرتب ہوا، جس میں کچھ تو برطانیہ کے رہنے والے تھے، اور کچھ ہندوستان سے آکر اس میں شریک ہوئے، اور میری خواہش پر اتحادیوں کی سپریم کونسل نے اس وفد کی باتیں سنیں، اس کونسل میں میرے علاوہ کلی مانسو، صدر ولسن، سینر اوُرلینڈو تھے، ہم سب نے اس وفد کی باتوں کو بہت ہی غور سے سنا، اس نے ترکی کے معاملات اور مسلمانوں کے جذبات کو بہت ہی موثر طریقہ سے پیش کیا، میں ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ ان کا یہ معاملہ بہت اچھی طرح اور پوری قوت سے پیش کیا جا چکا ہے، اور اس کی سماعت برطانوی امپائر کے وفد کی

تحادیوں کی سپریم کونسل نے پوری احتیاط کے ساتھ کی ہے، ہم لوگ جس
لیے ہم نے پہلے ساری باتیں سنیں، تمام دلائل کو بڑی احتیاط کے ساتھ
ت سامنے رکھے، اور دنیا کے ہر خطے کے مسلمانوں کی اپیلوں کا لحاظ رکھا،
یں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ برطانوی امپائر کے مسلمان اپنے دل سے یہ
م لوگ ترکی کے معاملے میں وہ تمام باتیں اختیار نہیں کرتے ہیں جو عیسائی
تے ہیں، ہم لوگ تو تین عیسائی اور ایک مسلمان ملک سے برسرپیکار
ے کسی سے بھی لڑنا نہیں چاہتے تھے، ترکی کے حکمران تو خود ہم سے
ہم لوگوں کے ذہن میں یہ بات بالکل نہ تھی کہ ترکی سے بھی لڑائی
میرا مطالعہ ہے، برطانیہ نے کبھی ترکی سے جنگ نہیں کی، ہم تو ترکی
روں سے جنگ کرتے رہے، ہم نے تو روس کے وحشیانہ حملے کے
تے کے لیے سب سے زیادہ ہولناک لڑائیوں میں سے ایک لڑائی لڑی
یا کی جنگ سے ہے، ۱۸۵۴ء میں ہم ترکی کی حمایت ہی میں روس
آمادہ ہو گئے تھے، میری یاد جہاں تک کام کرتی ہے، ہم نے ترکی
، ایک دو ناگزیر واقعات ترکی کے ساتھ ضرور ہو گئے، لیکن
ی لڑائی نہیں ہوئی، ہم تو ترکی کی خاطر ہی برابر جنگ کرتے رہے،
ں ہولناک لڑائی میں مشغول تھے، تو ترکی نے ہمارے خلاف
اس ہولناک لڑائی میں ہمارے لیے ضروری ہو گیا تھا کہ ہم کو
استہ ملے، لیکن اس راستہ کو حاصل کرنے کے لیے دو برس لڑائی کی
ترکی نے ہمارے لیے یکایک دروازہ بند کر دیا، ہم اس کے پرانے

اتحادی تھے، ہمارے ساتھ اس کا کوئی جھگڑا نہ تھا، لیکن طلعت پاشا اور انور پاشا نے ہماری راہیں مسدود کر دیں، جس سے اتحادیوں کو بلا شک وشبہہ بڑا خطرہ پیدا ہو گیا، میرا خیال ہے کہ فرانس نے بھی ترکی سے کبھی جنگ نہیں کی، وہ ترکی کا ہمیشہ دوست رہا ہے، فرانس بھی کریمیا کی لڑائی میں ہمارے ساتھ تھا، جو ترکی کی حمایت میں لڑی گئی، اس طرح ہندوستان کے مسلمانوں کے ذہن میں یہ بات نہیں آنی چاہیے کہ ہم نے ترکی سے اس لیے جنگ کی کہ ہم اسلام کے خلاف ایک صلیبی جنگ لڑنا چاہتے تھے۔

ہمارے ذہن میں یہ بات بھی نہیں رہی کہ ہم دنیا کے کسی حصہ میں بھی اسلام کے خلاف لڑائی لڑنی چاہتے ہیں، جنگ کے درمیان ہم نے بار بار کوشش کی کہ اس کا خاتمہ دوستانہ طور پر ہو جائے، ہماری لڑائی ترکی سے نہ تھی، ہم تو موت وزیست کی لڑائی جرمنی اور اس کی فوجی قوت سے لڑ رہے تھے، ہم کو گہرا افسوس ہے کہ ینگ ٹرکش پارٹی نے اپنے ملک کو ورغلا کر ہم سے برسرپیکار کر دیا، مجھ کو یقین ہے کہ ترکی ہم سے جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا، میرا مطلب ہے کہ ترکی کی اکثریت جنگ کی خواہاں نہ تھی، لیکن ہم کو دکھ ہے کہ اس کے حکمرانوں نے اپنے ملک کو اس کے لیے آمادہ کیا کہ وہ اپنے پرانے اتحادی اور دوست یعنی برطانیۂ عظمیٰ سے لڑ جائے، یہ صورت حال ہے، وہ لڑنے کے لیے مصر ہوئے، انھوں نے ہمارے لیے وہ دروازہ بند کر دیا جس سے ہو کر ہم رومانیہ اور روس کی مدد کو پہنچ سکتے تھے، اس طرح جنگ کی مدت دو سال اور بڑھ گئی

اب ترکی کو شکست ہو گئی ہے، جرمنی بھی ہار چکا ہے، اسٹریا کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں، یہ ایک امپائر تھا، اب اس کے حصے بخرے ہو چکے ہیں، اس کے علاقے علیحدہ علیحدہ ہو گئے ہیں، یہ کوئی مسلمان ملک نہیں ہے، عیسائی ملک ہے، اس لیے صلیبی جنگ کا

ات ہے، ہم اسٹریا کے خلاف صلیبی جنگ نہیں لڑ سکتے تھے، اس کو اپنی
اس کے پر نچے اڑ گئے ہیں، اور جرمنی کس حال میں ہے؟ ہم لوگ اس سے
ہیں، اس سے پولینڈ بھی لے لیا گیا ہے، اس کو ہم لوگوں نے بہت ہی
رنے پر مجبور کیا ہے، وہ بھی عیسائی ملک ہے، مسلمان ملک نہیں ہے،
ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا؟ محض اس لیے کہ ہم حقِ خود ارادیت کے
ں نافذ کرانا چاہتے تھے، جہاں کے لوگوں پر مظالم ہو رہے تھے، اور
ل انگیزی کر کے دنیا کی آزادی کو برباد کرنا چاہتے تھے، اسٹریا میں
رہے تھے کہ ہم اسٹریا کے ماتحت نہیں رہنا چاہتے ہیں، ہم نے ان سے
یا کو امپائر بننے کا حق نہیں رہا، اب ہم لوگ تم کو اس سے آزاد کرا کے
ہنے والوں نے بھی یہی کہا، ہم نے ان سے بھی کہا کہ بہت اچھا، سربیا
ٹرانسلوینا نے بھی یہی خواہش ظاہر کی، اور ہم نے اس خواہش کا
دوستان کے مسلمان یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے عیسائیوں کے ساتھ جو
مسلمانوں کے ساتھ نہیں کیے، ہم نے ترکی کے ساتھ ظالمانہ سلوک نہیں
ور اسٹریا کے عیسائیوں کے ساتھ برتا گیا، وہی ترکی میں عمل میں آیا،
ف چاہتے ہیں، ہم ان کو یقین دلاتے ہیں کہ ترکی کے ساتھ انصاف کیا جائیگا،
ں کیا گیا، جرمنی نے انصاف پایا، گو یہ خوفناک قسم کا انصاف رہا، اب
ے، ترکی کو یہ خیال رہا کہ اسکو ہم سے جھگڑا ہے، ترکی کو ہم سے کیا جھگڑا
نے بڑھ کر اس وقت ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی کوشش کی جب ہم
ئی لڑ رہے تھے؟ اس طرح اس نے دنیا کی آزادی کا خاتمہ کر دینا چاہا،

کیا کوئی ایسا مختلف سبب ہے جس کی بدولت ہم ترکی پر وہ اصول نافذ کریں جو ہم جرمنی اور اسٹریا کے عیسائیوں پر کر چکے ہیں، میں ہندوستان کے مسلمانوں پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ ترکی کے ساتھ جو سخت رویہ اختیار کرنا چاہتے ہیں وہ اس لیے نہیں کہ یہ مسلمان ملک ہے، ہم یہاں اُن ہی اصولوں کو عمل میں لا رہے ہیں جو ہم اسٹریا میں لا چکے ہیں، جہاں عیسائیوں کی بہت بڑی آبادی ہے،

یہ اصول کیا ہیں؟ یہ حقِ خود اختیاریت کے اصول ہیں جو ایسے امپائر میں عمل میں لائے جاتے ہیں جن سے حکومت کرنے کا حق سلب کر لیا جاتا ہے، عربوں نے آزادی کا دعویٰ کیا ہے، انھوں نے فیصل کو شام کا بادشاہ مان لیا ہے، وہ خواہاں ہیں کہ ان کا تعلق ترکش امپائر سے ختم کر دیا جائے، کیا آپ کی یہ تجویز ہے کہ عربوں کو ترکوں کی سلطنت میں محض اس لیے رہنا چاہیے کہ وہ مسلمان ہیں؟ کیا ان کو اسی قسم کی آزادی نہیں دینی چاہیے، جو عیسائیوں کو دی جا چکی ہے؟ کردشیا کے لوگ آزادی کے طلبگار ہوئے، ہم نے یہ آزادی ان کو دی، یہاں تو عیسائی رہتے ہیں، شام نے آزادی طلب کی، اور یہ ان کو دی گئی، یہی اصول عیسائیوں کے ملکوں میں لائے جا رہے ہیں، عربوں کی خواہش نہیں ہے کہ وہ ترکی کے سلطان کے ماتحت رہیں، لیکن ان کی خواہش کے خلاف کچھ کیا گیا تو اس قسم کا رویہ ہم عیسائیوں کے ملکوں میں اختیار کرنے کو سوچ بھی نہیں سکتے،

اب میں ایک دوسری بات کہنا چاہتا ہوں، اور وہ تھریس سے متعلق ہے، جہاں سے معلومات حاصل کرنا بہت مشکل ہے، لیکن میرے سامنے ترکوں اور یونانیوں

ده آبادی کے شمار کے اعداد ہیں، دونوں میں بہت کم اختلاف ہے،
شمار کے لحاظ سے تھریس میں مسلمانوں کی اقلیت ہے. اگر یہ صحیح ہے تو
ی اصول سے تھریس کا پورا علاقہ ترکی حکومت سے علیحدہ کر دیا جائیگا،
ت حال ہے، ہم نے ایک غیر جانبدار کمیٹی کے ذریعہ سے سمرنا کے صوبہ کی
رائی ہے، ہم لوگ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہاں آبادی کی بڑی اکثریت
سلمان ہیں لیکن وہ یونانی ہیں، جہانتک میں سمجھتا ہوں کہ یہاں کی
لوں کی حکومت کے بجائے یونانیوں کی حکومت کی خواہاں ہے،
دی قوت کا ایک دوسرا مسئلہ یہاں پیش کیا گیا ہے، مسٹر محمد علی
واقف ہیں کہ ایک روحانی پیشوا کی دنیاوی قوت کا مسئلہ صرف
حق نہیں ہے، عیسائی دنیا میں بھی یہ ایک متنازعہ فیہ مسئلہ بنا ہوا
رجا کے سربراہ کے دنیاوی اختیارات کے سلسلہ میں ایک نسل سے
ک تنازعے جاری ہیں، کچھ رومن کیتھولک تو دنیاوی اختیارات
ایسے بھی ہیں جو اس کے حق میں نہیں ہیں، میں اس سلسلہ میں اپنی رائے
چاہتا ہوں، لیکن جب پوپ کو اس کی دنیاوی طاقت سے محروم
روحانی قوت ویسے ہی عظیم رہی، بلکہ عظیم تر ہو گئی، میں ایسے مخلص،
ں کو جانتا ہوں جو خلیفہ کی دنیاوی قوت سے متعلق وہ رائے نہیں
ھتے ہیں، میری یہ معلومات اسی طرح کی ہے، جس طرح کہ رومن کیتھولک
چھ تو پوپ کے دنیاوی اختیارات کے قائل ہیں اور کچھ اس سے
ں، یہ ایک ایسا متنازعہ فیہ مسئلہ ہے جس میں دخل دینا پسند نہیں کرتا ہوں

لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ ترک اب اپنے دنیاوی اختیارات صرف ترکوں کی زمین ہی میں استعمال کریں گے، ان کو ایسے علاقے پر حکومت کرنے نہ دینا چاہئے جہاں ترک نہیں ہیں، کیوں؟ اس لیے کہ یہی اصول یورپ کے عیسائی ملکوں میں بھی کارفرما ہے، اور یہی اصول ترکوں کے ساتھ برتنا چاہیئے،

جہاں تک آرمینیوں کے قتل کا تعلق ہے، اس میں شک کرنے کی گنجایش نہیں، مسٹر محمد علی کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں کوئی غیر جانب دار تحقیقات نہیں ہوئی، یہ صحیح ہے، جنگ کے زمانے میں بدترین قسم کا قتل عام ہوتا رہا، کسی نے اس کی تحقیقات نہیں کرائی، لیکن میں اس وقت پیرس میں آنے والے ترکوں کے نمایندوں کا جواب نقل کرتا ہوں، ان کا جواب تھا کہ اس زمانہ میں مجلس اتحاد و ترقی برسراقتدار تھی، اسی کے ذریعہ سے آرمینیوں کا قتل عام ہوا، لیکن اسی نے تیس لاکھ مسلمانوں کا بھی قتل کرانے کا جرم کیا؛ لیکن یہ کوئی جواب نہیں، یہ سزا دینے کا سوال نہیں ہے، بلکہ اچھی حکومت کرنے کا سوال ہے، آٹھ لاکھ یونانی ہوں یا تیس لاکھ مسلمان ہوں، ایک حکومت اپنی رعایا کی حفاظت نہیں کر سکتی ہے، خواہ یہ عیسائی ہوں یا مسلمان، ان کا قتل عام ہو جائے تو پھر اس کو حکومت کرنے کا حق نہیں ہے، ہم تمدن کے مفاد کی خاطر اس قسم کے واقعات پر نگرانی کرنے اور ان کو قابو میں رکھنے پر مجبور ہیں، یہ اب بالکل صاف ہو چکا ہے کہ ترکی حکومت اپنی رعایا کو محفوظ رکھنے کے لائق نہیں رہی، اب ذرا حقائق پر غور کریں، ایشیائے کوچک میں ترکوں کی حکومت بہت زیادہ قدیم نہیں ہے، ہم گفتگو کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ترک ایشیائے کوچک کے ہمیشہ مالک بنے رہے، لیکن یہ حقیقت نہیں ہے، ہماری معلومات تو یہی ہے کہ یہاں بہت ہی بری حکومت رہی، یہ علاقہ پہلے بہت ہی مالدار تھا، اس کی دولت سے دوسرے علاقوں کو فائدہ پہنچتا رہا،

علاقہ نہیں رہا، ویران اور غیر آباد ہو چکا ہے، ان باتوں کو بھی آپ سامنے
ان اپنے فارم کے لیے بہت برا ہو چکا ہے، حالانکہ یہ حصہ بحر روم کے علاقہ
کا بڑا گودام سمجھا جاتا تھا۔ لیکن یہ اب ایسا نہیں رہا، اس علاقہ کو اب
ہوتے نہیں دیکھنا چاہیں گے متمدن دنیا کا تقاضا ہے کہ اس پر قابو
کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ یہ ان کا ملک ہے، اگر وہ اس کو برباد
یہ ان کا اپنا معاملہ ہے، اب کسی ملک کو بھی یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ
ں سے نہیں ہے، مسلمان اور عیسائی ہونے کا سوال نہیں ہے، اگر
ے اور اس عظیم علاقہ کو برباد کرتے دکھائی دیتے تو پھر دنیا کے لیے وہی
ے ضروری ہو جاتے جو اب وہاں کیے گیے ہیں، اس وقت یورپ میں
س ہو رہی ہے، ہم لوگ ایک دوسرے کے لیے ضروری ہو گئے ہیں،
ے ممالک کا نہیں ایک دوسرے پر انحصار ہے، بلکہ یورپ کا انحصار
یا کا انحصار یورپ پر ہو گیا ہے ہم سب کو اسکا خیال رہتا ہے کہ بڑے
ت کی وجہ سے ویران ہونے نہ پائیں، اسی وجہ سے ایشیائے کوچک
ب مشترک مفاد ہے، اگر ترک یہاں اچھی حکومت کرتے اور اسکا
م رکھتے تو یورپ کا کوئی ملک ایسا نہ ہوتا جو ان سے یہ نہ کہتا،
ے، تم پھلو پھولو۔ پھر ہم لوگ یہاں مداخلت کرنے کا خواب بھی نہیں
ان کو اپنے مذہب کے ساتھ یہاں ترقی کرتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوتے،
ے کہ یہاں ترکوں کی حکومت پر اسلام فخر نہیں کر سکتا ہے،
ظہ نظر سے بھی ترکی کے مسئلے پر غور کریں، کیا اسلام ترکوں کی

سلطنت پر فخر کر سکتا ہے؟

آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان کے مسلمان ان ہی باتوں پر غور کریں، جنگ کے زمانے میں وہ برطانوی تخت اور امپائر کے وفادار بنے رہے، کچھ استثنائی مثالیں ضرور ہیں، لیکن ایسی مثالیں عیسائیوں کی بھی ہیں جو مسلمان وفادار رہے اور جو نہ رہے، اُن میں کوئی ایسا امتیاز برتنا نہیں چاہتا ہوں جس سے ان کو نقصان پہنچ جائے، بہت سے عیسائی بھی غیر وفادار ہوئے، اس لیے میں کوئی ایسی بات کہنا پسند نہ کروں گا جس سے محمڈن ازم پر تنقید کا اظہار ہو، ہندوستان کے مسلمان تخت اور امپائر دونوں کے وفادار رہے، ہم لوگ ان کے ممنون ہیں، انھوں نے جنگ میں ہماری مدد کی، ہم کو خوشی سے اس کا اعتراف ہے، ہم کو اس کا بھی احساس ہے کہ ان کو حق ہے کہ وہ اپنی تمام باتیں ہم سے کہیں جن کا تعلق اسلام سے ہے، ہم نے بھی ان کی باتیں سنیں اور ان کی خواہشوں کا لحاظ رکھا، اور جو فیصلہ اب تک ہو چکا ہے، اس میں ان کی خواہش کا لحاظ رکھا گیا ہے، یہ فیصلہ ہندوستان کی رائے اور خصوصاً ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات کو سامنے رکھکر کیا گیا ہے، لیکن ہم ایک مسلمان ملک کے لیے کوئی ایسا فیصلہ نہیں کر سکتے تھے جو اصولی حیثیت سے ان عیسائی ملکوں سے مختلف ہو جن سے ہم لوگ برسرپیکار رہے، یہی آپ لوگوں سے کہنا تھا، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے اپنے مسئلہ کو میرے سامنے بہت واضح طریقہ پر پیش کیا۔"

مولانا محمد علی لائڈ جارج کی اس تقریر کو بھلا کیسے گوارا کر سکتے تھے، ان کی آتش نشاں طبیعت تقریر کے درمیان ہی میں کیوں نہ پھٹ پڑی، یہی تعجب کی بات ہے، وہ ضبط کے بیٹھے رہے، لیکن جب یہ تقریر ختم ہوئی تو وہ اپنی تلملاہٹ کو دبا نہ سکے اور بڑی جرأت سے اٹھ

مولانا محمد علی۔ کیا میں ایک دو باتیں عرض کر سکتا ہوں مجھکو ترکوں کی طرف سے اعلان جنگ

گذارش کرنی ہے، ہم لوگ ترکی کی حمایت یا مدافعت کرنا نہیں چاہتے،
کومت کے لیے یہ بات ضرور غور طلب ہے کہ ترکی کے امپائر کی جنگ صرف
زتھی، جب اتحادیوں کا ایک عظیم معاہدہ ہوا تو ترکوں کو یہ ضرور
ہوگا کہ ان اتحادیوں میں ان کا سب سے بڑا قدیم دشمن روس بھی ہے،
ہے کہ اگر یہ جنگ صرف انگلستان یا فرانس کی ہوتی تو کوئی ترک بھی
وں سے جنگ کرنے کا خواہاں نہ ہوتا۔
میں لائڈ جارج نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا کہ جب وہ وزیر اعظم کے
ں فائز ہوئے تو روس، فرانس، اٹلی اور یونان سے بہت سے معاہدے
ے ترکی کے حصے بخرے ہو گئے، مگر اپنے اس بیان کو نظر انداز کرتے
علی کو روک کر سراسر کذب بیانی سے کام لیا، اور بولے:-
میں یہ بات بالکل واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جب جنگ شروع ہوئی تو
ئی سمجھوتہ روس سے نہیں کیا تھا، کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہوا تھا،
ور کسی کو نقصان پہنچتا، اس موضوع پہ کہیں کوئی بحث و تمحیص بھی
، اور میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ ہم لوگوں نے جنگ کرتے وقت
رہ معاہدہ بھی کسی سے نہیں کیا تھا، اس لیے ترکی کے لیے کوئی یہ خطرہ
، روس سے مل کر ترکی سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے، ہماری
ت جرمن سے تھی، ہم لوگوں کے ذہن میں بھی ترکی نہ تھا۔"
اب میں جو تضاد پیدا ہو گیا ہے، اس کی طرف ناظرین کا ذہن منتقل
ں ہے، لائڈ جارج اپنی تقریر میں پہلے کہہ چکے تھے کہ ترکی کے ماتحت ایشیائے کوچک

بحیرۂ روم کے علاقے کے لیے ایک بڑا زراعتی گودام تھا جس کو ترکوں نے اپنی بری حکومت سے برباد اور ویران کر دیا، متمدن دنیا اس کو برباد ہوتے ہوئے دیکھنا گوارا نہیں کر سکتی تھی، پھر انھوں نے یہ کیسے کہا کہ جنگ کرتے وقت ترکی ان کے ذہن میں نہ تھا، مولانا محمد علی نے اس تضاد سے فائدہ اٹھایا، اور انھوں نے اس کا جواب اس طرح دیا:

مولانا محمد علی۔ ترکوں پہ ہولناک جرائم کے الزامات رکھے گئے ہیں، اسکے معنے یہ ہیں کہ ان کے حصے بخرے اس لیے کیے گئے کہ وہ غیر روادار، خراب اور نالائق حکمراں ثابت ہوئے،

وزیر اعظم۔ ان کی حکومت نا اہل تھی،

یہ جملہ سن کر مولانا محمد علی اور بھی زیادہ تلملا گئے، ان کی ملی غیرت اور ایمانی حمیت جوش میں آگئی، اور پھر بڑی جرأت سے بولے:

مولانا محمد علی۔ بہت خوب جناب عالی! تو اب میں صرف یہ کہکر اپنے اس فرض کو ادا کروں گا جو میرے لوگوں نے مجھ کو سپرد کیا ہے کہ جہاں تک ہمارے مذہبی معاملات کا تعلق ہے، ہمارے لیے ان میں کسی قسم کی مصالحت کرنا ممکن نہیں، ہمارے مذہب کا ہم پر حق ہے، جس کو پورا کرنا ہے، ہمارے جو مذہبی فرائض ہیں ان کا احترام کرنا ہمارے لیے ضروری ہے، مسلمان برابر برطانوی حکومت کے ساتھ اپنا حق ادا کرتے رہے، ہم ان مسلمانوں سے واقف نہیں جن کی استثنائی مثالوں کا ذکر آپ نے کیا ہے، جنگ کے زمانہ میں ہندوستان میں کوئی مسلمان ایسا نہیں تھا جو ہز مجسٹی کی حکومت کا وفادار نہ رہا ہو، لیکن یہ وفاداری ان کی مذہبی

ے ساتھ مشروط رہی، ہم پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی تھی کہ خلیفہ کی دنیاوی
برقرار رکھنے، مسلمانوں کے مقدس مقامات پر اس کی نگرانی کو بحال
مسلمانوں کا قبضہ تسلیم کرانے کے معاملات کو اچھی طرح پیش کریں،
سرائے اور مسٹر فشر کے سامنے یہ مسائل پیش کیے، آپ سے بھی یہ کہنا
نے ان مذہبی معاملات کو ہر موقع پر اولیت دیں گے،

رج اپنی فرعونیت میں کچھ جھنجھلا اٹھے، اور بولے کہ اگر ہم پھر بحث
شروع کردیں گے تو پوری رات ختم ہوجائے گی،

بعد مولانا محمد علی نے رسمی شکریہ ادا کرتے وقت کہا کہ آپ نے جو کچھ
م اپنے ہموطنوں تک پہنچا دیں گے،

حمد علی اپنے دلائل سے برطانوی وزیر اعظم کے کالے ضمیر کو تو نہ جھنجھوڑ سکے،
ر کے ہندوستانی اخباروں میں لائڈ جارج کی تقریر کی غلط بیانیوں
ادیے گئے،

مدبروں کی امتیازی خصوصیات یہ رہی ہیں کہ وہ خوبصورت
للاحات اور دل فریب الفاظ کی ٹٹیوں کی آڑ میں ہر طرح کے شکار
انداز میں کھیل سکتے ہیں، حقِ خود اختیاری اور آزادی پر لائڈ جارج
پہ کیسی عمدہ تقریر کردی، مگر ان کا اور ان کے اتحادیوں
ہ اس سے اندازہ ہوگا کہ مصر تو برطانوی محافظت میں آگیا،
Mandatory po قرار دے دیا گیا، اور اس پر فرانس کی
ا، عادلیہ پر اٹلی مسلط کیا گیا، سمرنا یونان کے حوالے ہوا،

فلسطین میں یہودیوں کے وطن کی بنیاد رکھ دی گئی، مسوپوٹومیا کے چودھری انگریز بنائے گئے، تھریس ترکی سے نکال کر یونان کے حلقۂ اثر میں دے دیا گیا، قسطنطنیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ترکوں اور اتحادیوں میں تقسیم کردیا گیا، ترکی کو ایشیا میں بھی اقتدار اعلیٰ نہ دیا گیا، اور اقتصادی طور پر اس کو مفلوج کرکے بیرونی ملکوں کا محتاج کردیا گیا، اور یہ سب کچھ حقِ خود اختیاریت کے نام پر ہوا، جس کے سب سے بڑے علمبردار لائڈ جارج تھے، اور جو ہندوستان میں آزادی کی تحریک کو کچلنے کے لیے اپنی حکومت کی ساری قوت کو بروئے کار لانے کے لیے ہمیشہ مستعد رہتے تھے،

مولانا محمد علی لائڈ جارج سے بددل ہوئے تو انھوں نے برطانوی باشندوں کے ضمیر کو جگانے کی کوشش کی، جس کے لیے ۲۳ مارچ ۱۹۲۰ء کو ایسکس ہال میں اینگلو اوٹامن سوسائٹی کے سکریٹری مسٹر آرتھر فیلڈ نے ایک جلسۂ عام کرایا، وہ ترکوں کے بڑے دوست تھے، اور جنگ کے زمانے میں جب برطانیہ میں ترکی ایک دشمن ملک قرار دے دیا گیا تھا، تو اس وقت بھی وہ ترکوں کے ساتھ انصاف کرانے کے لیے کوشاں اور خواہاں رہے، جلسہ میں بڑا اچھا اجتماع رہا، بہت سے برطانوی شہری جمع ہوئے، ممتاز شرکا میں وفد خلافت کے اراکین کے علاوہ مارماڈیوک پکتھال، لیلینڈ بکسٹن، آرنلڈ بکسٹن، ڈگلس فوکس پٹ، بی۔ جی ہارنی من (اڈیٹر بمبئی کرانیکل) مسز سروجنی نائیڈو، جے۔ ایم۔ پارکھ (برٹش کمیٹی آف انڈین نیشنل کانگریس)، ام۔ ٹی۔ قادر بھائی (انجمن ضیاء الاسلام بمبئی) ڈاکٹر عبدالمجید

...ں سوسائٹی) وغیرہ تھے،
...ہ مارماڈیوک پکھتال کی صدارت میں ہوا، وہ اینگلو اوٹامن سوسائٹی
...تھے، اسلام قبول کرلیا تھا، آخر میں ہندوستان آگئے تھے، حیدرآباد
...ور رسالہ اسلامک کلچر کے اڈیٹر بھی رہے۔ Meaning of The
...Glorious کے مصنف کی حیثیت سے بہت مشہور ہیں، دل میں
...شروع سے رکھتے تھے، انھوں نے اپنے صدارتی خطبہ میں لائڈ جارج
...ت نکتہ چینیاں کیں اور ان کے تمام بیانات کو سراسر غلط قرار دیا،
...-

...عویٰ کرسکتا ہوں کہ میں ترکوں کے مسائل پر سند کی حیثیت
...یں نے ان کا مطالعہ پچیس ۲۵ سال تک کیا ہے، لائڈ جارج نے شاید
...ں ترکی کی تاریخ کا مطالعہ نہ کیا ہوگا، میں نے جب ان کی تقریر
...دیں پڑھی تو میری گردن شرم سے جھک گئی، یہ ایسے غلط بیانات کا
...ئی بھی مستشرق ان کی تردید کرسکتا ہے (تالیاں) انگلستان اور
...امپائر کے درمیان جو تعلقات قائم ہیں، ان کی باہمی محبت و وفاداری
...ن کی خاطر ہم لوگ برسوں سے جد وجہد کررہے ہیں، اسلیے لائڈ جارج
...طانوی باشندوں کے ذہن کی عکاسی نہیں ہے (تحسین)، روس صدیوں
...سائل میں شیطانی حرکتیں کررہا ہے، ماضی میں
...ادی اور ترقی کا دوست بن کر روسیوں کی شیطنت سے ترکوں
...ی کوشش کرتا رہا، لیکن سیاستدانوں کا ایک گروہ اب ایسا

پیدا ہوگیا ہے، جو عیسائی دنیا کو متحد کرکے دنیا کے غیر عیسائیوں پر حاوی ہونا چاہتا ہے، اور ان کے استحصال کی فکر میں لگا ہوا ہے، ان کو اس مقصد کی برآری مقدس روس ہی کے ذریعہ نظر آئی، اس میں شک نہیں کہ ان کا یہ مقصد ان کے خیال میں تو بہت عمدہ ہے، لیکن یہ برطانوی امپائر کے مفاد اور دیرپا بقا کے لیے سراسر منافی ہے، اس امپائر کی بنیاد مذہبی رواداری پر رکھی گئی ہے، لیکن آج ہم کیا دیکھ رہے ہیں، ایک طرف تو لیگ آف نیشنز اور عیسائی قومیں ہیں جو دوسروں کو برباد کرنے میں لگی ہوئی ہیں، دوسری طرف برطانوی امپائر ہے جس میں بے اطمینانی، اجنبیت اور حکومت کی بدنظمی پھیلی ہوئی ہے، جب انگلستان اپنی عظیم روایات سے منہ موڑ کر روس کا ساتھی بن گیا، اسی وقت یہ ثابت ہوگیا کہ ہم نے ترکی کے ساتھ ایک برا کھیل کھیل کر بدنامی مول لی، پورا مشرق یہ بات جانتا ہے، لیکن خود ہم کو تاریکی میں رکھا گیا، روس کے ساتھ ہمارا اتحاد برطانوی امپائر کی تمام مشرقی رعایا کے لیے اشتعال انگیز ہوگیا، اس میں ذرا بھی شک کرنے کی ضرورت نہیں برطانوی حکومت کو بھی اس کا احساس تھا، لیکن اس نے روسیوں کی حکمت عملی کو قبول کرلیا، اور اسی پر عمل کرنا شروع کردیا، حکمت عملی ٹرکش امپائر کو ختم کرنے کے لیے بنائی گئی، اسی طرح کی اور مجنونانہ اور غیر ذمہ دارانہ تجویزیں روس کے ماہرین نے مرتب کرکے ہمارے سیاستدانوں کے حوالے کیں، جن کا مقصد مسلمانوں کی قوت پر ضرب لگانا تھا، جنگ کے زمانے میں جتنا پروپیگنڈا ہوا، اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ زار کا روس قائم رہے،

...ا جو حشر ہو، لیکن روس کے زار کا خاتمہ ہوا، تو ہر طرف اطمینان
...، ۵ر جنوری ۱۹۱۸ء کو لائڈ جارج نے جو تقریر کی تو ایسا معلوم
...وی حکمت عملی میں کوئی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے، ۱۹۱۹ء کے
...طمئن رہے، لیکن لائڈ جارج جب پیرس گئے تو معلوم ہوا
...دوں سے منحرف ہونا چاہتے ہیں، سمرنا میں فوج اتار دی گئی،
...ی شروع ہوئی، جس سے ایک سنسنی پھیل گئی، اس وقت
...ں کے لوگ برطانوی امپائر کی مشرقی رعایا کی حیثیت سے چیخ پکار
...ں کے مسئلہ پر اُن کی آواز سنی جائے۔ اور ان کو سب کچھ کہنے
...ے جزیروں کے رہنے والوں کے مقابلے میں زیادہ ہے، انکی
...پائر کے نمائندے ہی کر سکتے ہیں۔ کسی اور کو حق نہیں (تالیاں)
...یں، صرف یہی تو کہ انگلستان اپنے وعدوں کو پورا کرے، اور
... جذبات کو ترجیح زیادہ دی جائے۔ اگر اجنبیوں کا زیادہ
...ندوستان کے لوگوں کے لیے برطانوی امپائر کی رکنیت
...، ان کی نظر میں برطانوی امپائر کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی،
...لیس، قسطنطنیہ اور اناطولیہ پر ترکوں کا اقتدار اعلےٰ
... انگلستان نے ہندوستان کے لوگوں سے ایسا ہی وعدہ
...ے اور مطالبہ ہے، جس کی اہمیت لوگوں کو کم سمجھائی
...سلسلہ میں بھی انگلستان کا وعدہ تھا، اور وہ یہ کہ خلافت
...کی مداخلت نہ کی جائے گی، اور خلافت کا سوال مسلمانوں

کے مقدس مقامات سے علیحدہ نہ کیا جائے گا، جن میں فلسطین اور مسوپوٹومیا کا ایک حصہ بھی شامل ہے، یہ مقامات خلیفہ کی نگرانی میں ہوں، اگر ان میں سے کوئی حصہ بھی علیحدہ کیا گیا، تو اس کی بازیافت کے لیے مسلمان لڑیں گے، اگر خلیفہ کی نگرانی ان علاقوں پر ہوئی تو اس کے یہ معنے نہیں کہ وہاں سے لوگوں کو مکمل خودمختاری اور اپنی حکومت آپ کرنے کا اختیار نہ ہوگا، وہ پورے وقار اور طاقت کے ساتھ اپنی حکومت وہاں کرتے رہیں گے۔ ممکن ہے کہ اس مطالبہ کو مہمل اور بیکار قرار دیا جائے، کیا ہم نے فلسطین اور مسوپوٹومیا کو ہندوستان اور مصر کے بغیر فتح کر لیا ہے؟ کیا ہم فلسطین اور مسوپوٹومیا کو ہندوستان اور مصر کے بغیر اپنے زیر نگیں رکھنے میں کامیاب ہو جائیں گے؟ اگر آپ عیسائی ہیں تو آپ کہیں گے کہ فلسطین آپ کا مقدس مقام ہے، اگر آپ واقعی اس کو مقدس سمجھتے ہیں تو اس کو مسلمانوں کے پاس رہنے دیں، لیکن آپ بیت المقدس میں کارخانے، سینما، ہوٹل اور قہوہ خانے چاہتے ہیں۔ تو پھر اس کو خلیفہ سے ضرور علیحدہ کر لیں، ہندوستان سے خلافت کا وفد اس لیے آیا ہے کہ آپ کو آگاہ کر دے کہ برطانوی امپائر اب خطرہ میں ہے۔ اس کے اراکین جو کچھ کہیں گے ان کے متعلق آپ اپنی جو بھی رائے قائم کریں، مگر ہم کو ان کی ہمت کی داد دینی چاہیے، کہ وہ سادہ طریقہ پر یہاں آئے، اور مخلصانہ طور پر ایک خطرہ سے آگاہ کر گئے، ان کے لیے بھی یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ وہ کسی لمحہ بھی ہندوستان واپس جانے سے روک دیے جائیں اور غصہ سے بھری ہوئی برطانوی حکومت کے یرغمال بنے رہیں (تالیاں)

لیقال کی اس تقریر کے بعد مولانا محمد علی مجمع کو مخاطب کرنے کے لیے
ں نے باتیں تو وہی کہیں جو رائٹ آنریبل فشر اور لائڈ جارج کے سامنے
ند از بدلا ہوا تھا، پہلے انھوں نے برطانوی حکومت کو مخاطب کیا تھا،
طانیہ کے باشندوں سے تھا، ان کو قائل کرکے ان سے ہمدردی
م نہ تھا، وہ اپنے ملک کے اندر تو انتہا درجے کے جمہوریت پسند
ں سے پارلیمانی جمہوریت کا سبق ساری دنیا حاصل کرتی رہی ہے،
ے باہر نکل کر انتہا درجے کے سامراجیت پسند ہو جاتے ہیں، مولانا محمد علی
لو مخاطب کیا تھا، اس وقت یہ برطانوی باشندے ایشیا اور
لو اپنے زیر نگیں رکھکر وہاں کے باشندوں کو اپنا غلام
ں غلامی کے امپائر پر ان کو فخر تھا، اس پندار کے ساتھ
در دوست بنے ہوئے تھے، مولانا محمد علی انگریزوں کے اس مزاج سے
ں کی مزاجداری کرتے ہوئے اپنی خطابت کا جوہر دکھایا جسکا لطف
تقریر ہی کو پڑھ کر اٹھایا جا سکتا ہے، کہ کس طرح اس زبان کی
ر کھتے ہوئے اپنے سامعین کے جذبات کو اپنے مطابق بنانے کی کوشش کی،
ں حاصل نہ ہو سکے گا، لیکن اس کے مطالعہ سے مولانا کے سینہ کی انگیٹھی
ا دہ تو ہمارے ناظرین کے سامنے ضرور روشن ہوتی نظر آئیگی، اور بہت سی سیاسی معلومات
، جو اس وقت تک فراموش ہو چکے ہیں، ان تقریروں کو یہاں پر
ند یہ بھی ہے کہ یہ محفوظ ہو جائیں، ورنہ کہیں طاق نسیان کے
۔

(باقی)

کیا اسلامی قانون رومی قانون کا مرہونِ منت ہے

(پروفیسر فیٹز جیرالڈ)
ترجمہ پروفیسر محمد حمید اللہ، پارس

یہ مضمون اس حیثیت سے بہت اہم ہے کہ اس میں خود ایک یورپین فاضل نے اس مشہور اعتراض کا کہ "اسلامی قانون رومن لا سے ماخوذ ہے" بڑا محققانہ اور مدلل جواب دیا ہے، جیسا کہ فاضل مترجم نے لکھا ہے کہ "اصل مضمون کی عبارت اتنی پیچیدہ ہے کہ ترجمہ میں بھی اس کا اثر ہے، راقم نے اس میں سلاست پیدا کرنے کی کوشش کی پھر بھی اس کی ژولیدگی پوری طرح دور نہ ہو سکی۔"
'م'

رسالہ معارف جنوری ۱۹۵۳ء اور مارچ و اپریل ۱۹۵۸ء میں اطالوی پروفیسر نالینو (Nallino) اور فرانسیسی مستشرق بوسکے (Bousquet) کے خیالات کا ترجمہ مندرجہ عنوان کے موضوع پر، پیش کیا جا چکا ہے، کلیۃ الشریعۃ مکۂ معظمہ کے فاضل استاد ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی نے میری توجہ ایک اور مضمون کی طرف منعطف کرائی ہے، ان کے دلی شکریہ کے ساتھ آج اسکا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے، اس کے مؤلف فیٹز جیرالڈ (S.V. Fitzgerald) لندن یونیورسٹی کے مدرسۃ السنۃ شرقیہ میں استاد تھے، جن کا یہودی النسل رہا ہونا بیان کیا جاتا ہے، لندن کے "سہ ماہی رسالۂ قانون" (Law Quarterly Review) جنوری ۱۹۵۱ء کے شمارے ص ۸۱ تا ۱۰۲ پر

...ائع ہوا ہے، جس کے انگریزی عنوان The alleged debt
of Islamic to The R... کا لفظی ترجمہ ہوگا: "اسلامی قانون
...ت رومی قانون سے" میں ایک تتمے کا بھی وعدہ ہے، جو بظاہر
...لف کا اسلوب بہت ژولیدہ ہے، جس کا اثر ترجمہ میں بھی ہے، اس
...یہ ہے کہ اس میں اسلامی قوانین پر رومی تاثیر کے مدعیوں کا جواب دیا
...حاشیے میں مترجم نے اپنی رائے ظاہر کی ہے، اس میں لفظ "مترجم" لکھ دیا ہے۔

...ڑے ترجمے کی اجازت مانگی تھی، اس کے جواب میں خاموشی رہی، جسے
...ں، ترجمہ کئی سال سے تیار تھا، اب رمضان ۱۳۹۲ھ میں صاف کرنے

...ولیم میکناٹن[۱] (Sir William Machaghten) بلکہ
...سر ولیم جونز[۲] (Sir William Jones) کے زمانے سے لیکر
...ر اسلامی قانون کے مابین جو پہلو بچانے والی مشابہت نظر آتی ہے،
...جہ منعطف ہوتی رہی ہے، خاص کر کوئی انگریز وکیل۔ جسے طلبہ کو اسلامی
...نے کی ضرورت ہو، اس کا احساس کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اسلامی
...ں انگلستان کے قانونی تصورات کے مقابلے میں کتنی زیادہ صفائی کے ساتھ

...Principles and Precedents of Mohamme...
...انون محمدی) کلکتہ ۱۸۱۶ء میں۔ (مولف) ۲؎ اسکی کتاب Essay on
...B (یعنی رہن پر مقالہ) مطبوعہ ۱۷۸۱ء میں۔ (مؤلف)

رومی قانون کی مدد سے انجام دی جا سکتی ہے، لیکن ابتک کسی نے اس مسئلے کا جامع مطالعہ نہیں کیا ہے، اور سچ تو یہ ہے کہ اس کے لیے کسی ایک تنہا اہل علم کی تحقیقات کافی نہیں ہو سکتی، کیونکہ اس کے لیے نہ صرف قانون اور تاریخ کا گہرا مطالعہ کرنا ہوگا، بلکہ بہت سی کثیر زبانوں کے جاننے کی بھی ضرورت ہوگی۔[۱] دیگر شعبہائے علم کی طرح یہاں بھی ایک اکیلا محقق صرف یہ کر سکتا ہے کہ عمارت کی تعمیر میں اپنی اینٹ بھی لگا دے، یا ضرورت پڑے تو اپنی کدال کی مدد سے سابقہ تعمیرات کے مناسب حصے کو منہدم کر دے۔ پھر بھی زیر بحث موضوع کا معمہ برقرار رہتا ہے۔ فون کریمر[۲] اور سانتیلانا[۳] نے چند عمیق ملاحظات ضرور پیش کیے ہیں، لیکن تحقیقات میں کوئی منظم پیش روی نہیں کی ہے۔ قابل ترین اہل قلم میں سے بعض کا طریق عمل بھی یہ رہا ہے کہ مشابہت والے احکام کی ایک فہرست مرتب کر ڈالیں، جن میں بعض وقت واقعی مشابہت ہوتی بھی ہے، تو علی العموم سطحی، بلکہ اکثر تو خیالی اور فرضی، پھر یہ دعویٰ کریں کہ یہ مشابہتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ متاخر زمانے کا نظام قانون اپنے سے قدیم تر نظام قانون کا مدیون (اور مرہون منت) ہے۔ زیر نظر مسئلے سے بحث کے اس غیر علمی طریقے میں اگر مدد لی بھی جاتی ہے تو غیر تاریخی، اور غیر ثابت شدہ اوصاف [یا امور] کو ثابت شدہ قرار دیتے اور اپنے مفروضات...

۱؎ نہ معلوم یہ اشارہ کس چیز کی طرف ہے، اسلامی قانون کے لیے عربی، اور رومی قانون کے لیے لاطینی اور ایک حد تک یونانی کا جاننا کافی ہے" (مترجم) ۲؎ فون کریمر کی جرمن کتاب "زمانۂ خلفا میں مشرق کی ثقافتی تاریخ" Von Kremer, Culturgeschichte des Orients unter den Chalifen مطبوعہ ویانا (آسٹریا) ۱۸۷۵تا۱۸۷۷ء۔ انگریزی ترجمہ از خدا بخش، مطبوعہ کلکتہ ۱۹۲۰ء (مؤلف) ۳؎ سانتلانا کی فرانسیسی کتاب "تونسی اسلامی قانون کے مجموعے کا مسودہ"، مطبوعہ ۱۸۹۶ء Santillana Avant-Props d'un projet de code de droit musuman tunisien کا مقدمہ نیز بار بار اس کے دیگر نشریات میں۔ مولف

...نتیجے میں جو بیان ہمارے سامنے پیش کیے جاتے ہیں وہ کچھ اس طرح کے ہوتے
...محمدی اصل میں جسٹی نین (Justinian) کا رومی قانون ہی ہے، عرب لباس
...یا کہ ایک، جدّ اہل قلم نے لکھ مارا ہے کہ "عربوں نے رومی قانون میں چند
...اور کسی نئی چیز کا اضافہ نہیں کیا"۔ اس لیے بحث کو قابل اطمینان راستے پر
...اولین ضرورت یہ ہے کہ پہلے زمین ہموار کی جائے تاکہ نئی بنیادیں رکھی

...رائے عام طور پر مقبول ہے اس کے اصل ذمہ دار تین شخص ہیں: پروفیسر
...(G. Shelden Amos)، سوّاس پاشا (Savvas Pasha)
...ربیات گولٹ سیہر[1] (Golziher)، ان میں سے شیلڈن آموس
...۱۸..ء)، دیکھو انگریزی قومی سوانح عمریوں کی قاموس Dictionary
of National Biog... کا ضمیمہ، جلد اول صفحہ ۴۴) غالباً
...سب سے ممتاز انگریز سویلیئن (رومی قانون مدنی کا ماہر) تھا، اور
...پر اپنی ایک تالیف کی بنا پر اسے سوائنے[2] انعام (Swiney) بھی ملا تھا،

...کا صحیح تلفظ گولٹ سیہر ہے، گولڈ زیہر غلط ہے" (مترجم)۔ [2] سوا سو سال عرصہ ہوا سوائنے
...گزرا ہے (جو غالباً یہودی تھا) بیماری اور جوش جنون کی حالت میں اس نے ایک وصیت نامہ
...انجمن فنون لطیفہ کے دفتر کے دروازے پر چپکے سے ڈال دیا، خط کھولا گیا تو ایک وصیت
...جائداد قانون کی عمدہ تالیفوں پر انعامات دینے میں صرف کی جائے، چونکہ سوائنے کا
...، اس لیے انجمن فنون لطیفہ نے جائداد تو حاصل کر لی، لیکن انعام کا فیصلہ ملک کے مشہور اہل قانون
...جاتا ہے، اس لیے یہ قانونی کتابوں کا "نوبل پرائز" قرار دیا جا سکتا ہے۔ (مترجم)

قسمت کی ستم ظریفی ہے کہ جس موضوع میں وہ سند مانا جاتا تھا، عرصہ ہوا علم کی موج اسے پیچھے چھوڑ کر اس کے پاس سے گزر چکی ہے، اور اب وہ یاد کیا جاتا ہے تو اس بدبختانہ دخل ہی کی بنا پر جو اس نے ایک ایسے موضوع میں کیا تھا، جس سے اسے بالکل ہی واقفیت نہ تھی، اس کی یہ خیال آرائی اس کی انگریزی کتاب "رومی قانونِ مدنی" (Roman Civil Laws) (جلد دوم صفحہ ۴۰۶ تا ۴۱۴) میں ملے گی، اس میں جو بہت سی فرضی چیزیں ہیں، اس کا اندازہ صرف ایک مثال سے ہو جائے گا، قانون روما میں ایک لاطینی قاعدہ ہے کہ "جو بات حکمراں کو پسند آئے وہ قانون کی تاثیر رکھتی ہے۔ (Quod principi plasuit legis habet vigorem) اس کی مماثل چیز کی [اسلامی قانون میں] تلاش نے اسے بھٹکا دیا، اور اس نے یہ دعویٰ کر دیا کہ خلفاء کے احکام ہی اسلامی قانون کا اصل ماخذ ہیں، اگر وہ اس کو اسلامی قانون کی ایک متاخر شاخ تک جسے عام طور پر "عثمانی ترکوں کا قانون" کہا جاتا ہے، محدود رکھتا تو وہ ایک حد تک — اور صرف ایک حد تک ہی — درست ہوتا، مگر ایک ایسے نظام قانون کے متعلق، جو صرف خدا کی ذات کو قانون کا واحد ماخذ سمجھتا ہو، اور اس سے منکر ہو کہ کسی انسانی اقتدار کو بھی قانون سازی کا حق ہے، مذکورۂ بالا ادعا حقیقت حال کے بالکل برعکس ہے، پہلے چار خلفاء [راشدین] کے جو فیصلے مذکور ہوئے ہیں، ان کی قانونی قدر و قیمت اس لیے نہیں ہے کہ وہ خلیفہ [صدر حکومت] تھے، بلکہ اس بنا پر کہ وہ پیغمبر اسلامؐ کے قریبی ساتھی رہے تھے، اور اس کا امکان تھا کہ وہ حضرت پیغمبرؐ کے ذہن [خیالات] سے واقف ہوں، اور اسی لیے ثانوی حیثیت ہی سہی، ربانی ہدایت کی پرچھائیں سمجھے جائیں، دوسرے صحابۂ نبی کے فیصلوں [فتووں] کا درجہ بھی یہی ہے[1]،

[1] حاشیہ ص ۴۶ پر

[ا]س پاشا عثمانی [ترکی] سلطنت میں ایک ممتاز عیسائی افسر گزرا ہے،
...ہ یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ وہ پاشا کے رتبے پر فائز ہو چکا تھا، اس لیے اسے
...اور ایشیائے کوچک کی تاریخ کا بھی ماہر رہا ہونا چاہئے، اور یہ مشکل ہی سے
...ر وہ ان مسائل میں جاہل مطلق تھا، اس لیے جب وہ اپنے ہمعصر زمانے کے
...ت کے متعلق کچھ لکھتا ہے تو اس کے بیانات کو اس سے زیادہ اہمیت
... جتنا کہ اب تک ہوتا رہا ہے، لیکن اس شخص کا دماغ غیر عالمانہ اور
...س نے جو کچھ لکھا ہے، وہ ایک سیاسی غرض کے مد نظر تھا، جیسا کہ خود اس نے
...لکھا ہے کہ "مغربی قانون کو مسلمان بنایا جائے" (Islamiserle
...oc ...) اور وہ اسکے لیے اپنے ہموطن مسلمانوں کو یہ باور کرانا چاہتا
...نون ہمیشہ سے مغربی اثرات کو اتنا ہی قبول کرتا رہا جتنا سو اس پاشا
...یے اگر کسی قانونی یا تاریخی واقعے کو تھوڑی سی تبدیلی کے بعد اپنے دعوے
... سکتا ہو تو وہ اغلباً پوری دیانتداری کے ساتھ یقین کر لیا کرتا تھا کہ
...حقیقت ہے،

...س گولٹ سیہر (۱۸۵۰ء تا ۱۹۲۱ء) عربی کے ماہر ترین لوگوں میں
...ن رومی قانون میں اس کی مہارت اس درجے کی نظر نہیں آتی، بہرحال

...خلفائے راشدینؓ اور دیگر فقیہ صحابہؓ کے متعلق یہ بیان صحیح نہیں، انھوں
...بیر دستنباطات قانونی احکام بیان کیے اور قرآن کی سکوت کی صورت میں (حدیث معاذ
...ہوئی اجازت ہی کی بنا پر) قیاس و اجتہاد سے کام لیا ہے جس سے صحابہ میں باہمی علمی اختلاف رائے
...ے مفروضے کی تردید کرتا ہے۔ (مترجم)

اس کے قلم سے اس بارے میں نکلی ہوئی دلیلیں، جن کو بڑی شہرت ہے، ایسی ہیں، جن کو خود اس نے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی، اور وہ اس مقالے کے اساسی رجحان کے بھی خلاف ہیں، کیونکہ گولٹ سیہر کے دوسرے بہت سے نشریات کی طرح، اس مقالے کا مقصد بھی اس پہ زور دینا ہے کہ اسلامی تمدن اصولاً ایک عربی چیز ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ [رومی قانون کے اثرات کے متعلق] اپنے ان خیالات کو خود گولٹ سیہر نے اپنی بعد کی زیادہ پختہ تالیفوں میں ترک کر دیا ہے۔ یہاں ان ہی تینوں مؤلفوں کے دلائل پر غور کیا جائے گا،

(۵) جو مؤلف مروجہ غلط خیالات ہی کو عام طور پہ باور کرنے پر اکتفا کرتے ہیں، ان میں حسب ذیل لوگ شامل ہیں: (۱) آیون (Ion) جس نے مچگن لا ریویو (Michigan law Review) (ج ۴ ص ۴۴ تا ۵۲، ۱۹۷ تا ۲۱۴، ۳۲۱ تا ۳۹۶) میں انگریزی میں ایک مقالہ لکھا ہے، (آیون نے اگرچہ بعض نئی چیزیں بھی پیش کی ہیں لیکن اس کے ہاں بھی یہی رجحان ہے، کہ واقعات کو توڑ موڑ کر پیش کیا جائے (تاکہ اس کے دعوے کے مطابق ہو سکیں)

(۲) شرمان Sherman کی انگریزی کتاب "رومی قانون جدید دنیا میں" (Roman law in The modern world) (طبع سوم، ص ۱۳۹ نیز ۱۱۰، ۱۸۱)

ان کے ساتھ محمد اللہ M. Ullah کی انگریزی کتاب "مسلمان قانون نکاح پر مقالہ" Dissertation on the Muslim law of Marriage (مقدمہ ص ۴۶ و مابعد)، سکسینہ Sksena کی انگریزی تالیف "اسلامی قانون" Muslim law (۱۹۳۶ء ص ۱۰۵ تا ۱۰۸)، میکڈانلڈ Macdonald (دیکھو اس کی انگریزی کتاب[۱] "اسلامی الہیات، اصول قانون اور نظریہ دستوری

[۱] اس کتاب کے آخری دو باب کا اردو ترجمہ اس ناچیز نے کیا تھا، جو حیدرآباد دکن کے ماہنامہ "ترجمان" ترقی میں "اسلامی اصول قانون اور نظریۂ دستوری کا ارتقا" کے عنوان سے، اقساط دسمبر ۱۹۴۵ء سے جولائی ۱۹۴۶ء تک چھپتا رہا (مترجم)

Development of Muslim Theology, Jurisprud... and Constitutiona... (ص ۸۵ اور طیب جی (دیکھو انکی انگریزی ...محمدی Tyabji, Muhammedan law طبع سوم ص ۸۲۷)

...در وشہرت حاصل ہے، اس کے متعدی اثر سے پوری طرح بچ نہ سکے۔

...، جسٹی نین کے مجموعۂ قوانین (Corpus juris of Justinian)
...۵۲۹ تا ۵۳۴ء) اور پیغمبر اسلام حضرت محمد صلعم کی وفات (۶۳۲ء) کے
...رہا ہے وہ انسانی تاریخ کا سب سے بدقسمت زمانہ ہے، ہم لوگ [دو
...زمانے میں] دو مرتبہ تباہی کے دہانے تک پہنچ چکے تھے، اور اب
...ایک عظیم تر تباہی کے کنارے جی رہے ہیں، اس لیے ہم لوگ مذکورۂ بالا
...ں کو اپنے آبا و اجداد کے مقابلے میں — جن کے شاندار زمانے
...س، ستواس پاشا، اور گولٹ سیہر نے اپنی کتابیں تالیف کی ہیں —
...لے" ہیں، یہ صحیح ہے کہ مذکورۂ صدی دو ایسی حکمرانیوں سے شروع
...شان وشوکت افسانوی اور ضرب المثل بن چکی ہے، یعنی مشرقی رومی
...ت میں جسٹی نین، اور ایران میں آنوشروان عادل کی فرمانروائی،
...سے ہمیں نہ صرف اس کا مجموعۂ قوانین یاد آتا ہے، بلکہ آیا صوفیا کی تعمیر،
...Belisarius کی فتوحات، نرسی[۳] (Narses) اور خواجہ سرا

...ں ایک بتکدہ تھا جسٹی نین نے اس کو توڑ کر وہاں ایک عیسائی گرجا بنایا جس کی عمارت
...انی ہو، سلطان محمد فاتح نے اسے خدائے واحد کی عبادت کے لیے مختص کیا تھا۔ کمالی دور میں
...ے سیاحوں کے دیکھنے کی تفریح گاہ قرار دیا گیا (مترجم) ۲؎ جسٹی نین کی فوج کا ایک جرنیل
...کیا تھا (مترجم) ۳؎ جسٹی نین کا خواجہ سرا اور اس کی فوج کا ایک جرنیل جس نے ایران
...صہ لیا تھا (مترجم)

یوحنہ[۱] (John The Eunuch) بھی، لیکن ان کا ایک تاریک پہلو بھی رہا ہے، اور [اسی وقت سے] آنے والی تباہی کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ مغرب [یعنی اٹلی] کی فتوحا... نے نہ صرف ایک عارضی پردے کا کام دیا تھا کہ ٹیوٹانی (Teuton) [جرمن قبائل] ... حد تک بزنطینی سلطنت کی آقائی کو تسلیم کرلیں، ورنہ حقیقت میں وہ ان سرسبز علاقو... کے مالک بن گئے تھے، جن میں انھوں نے قبضہ کیا تھا، اس سے شہنشاہ کے خزانے کی مشکلوں میں اضافہ ہوگیا تھا، اور مشرقی [بزنطینی] صوبوں کو کچل دینے والے محصل [ٹیکس] کا بوجھ برداشت کرنا پڑا، جسٹی نین کے جدید احکام (Novellae) کا ایک طویل سلسلہ اس بات کا شاہد ہے کہ قرضوں کی کثرت بھی ایک ایسا مسئلہ بن گیا تھا، جس پر فوری توجہ کی ضرورت تھی، "گول میدان (Circus) [کھیل کی جگہ] میں جو طبقہ وار احمقانہ لڑائیاں ہوتی تھیں وہ بھی اس بات کی علامت تھیں، کہ جسد مملکت کی کوئی چیز بھی ٹھیک حالت میں نہ رہ گئی تھی، (اگرچہ اس کی تعبیر آسان نہیں) یہ لڑائیاں قسطنطنیہ کے گندہ محلوں کے باشندوں کی حد تک ہی محدود نہ تھیں، بلکہ بزنطینی سلطنت کے ہر شہر میں پائی جاتی تھیں، حتی کہ یروشلم [بیت المقدس] جیسے مقدس شہر میں بھی، اور مذہبی فرقہ واریت سے معیار اخلاق اتنا پست ہوچکا تھا کہ الہیاتی مباحث کے سلسلے میں مخالف پارٹی کے خلاف یہ خونریز ہنگامے کرائے جاتے تھے، خود شہنشاہ جسٹی نین بھی تنگ نظری کی طرف مائل تھا۔ اور آرتھوڈکس فرقے کا [بزنطینی] کلیسا دوسرے (بدعقیدہ) عیسائی فرقوں اور غیر عیسائی مذہبوں کے متعلق جو رجحان رکھتا تھا وہ عام طور پر

۱؎ غالباً یہ بھی جسٹی نین کا کوئی کارندہ تھا، اس نام کا ایک راہب بھی گزرا ہے، جس کو نہ قسطنطنیہ سے تعلق ہے اور نہ جسٹی نین سے (مترجم)

کا تھا، اگرچہ اس نے وہ ظالمانہ ایذارسانی نہیں کی جو کبھی کبھی ایران میں
ریخی بیانات کے مطابق اثینہ (ایتھنس) کے مدارس فلسفہ کے باقیات صالحات
پست کیوں نہ ہو گیا ہو مگر یہ واقعہ کہ جسٹی نین نے ان کی اصلاح کی
ے بجائے ان کو سرے سے بند کرا دیا، ہماری ناچیز رائے میں اس حکمران
معیار کی بلندی نہیں ظاہر کرتا۔ ان [مدارس کو] خسرو [کسریٰ]
زندگی ملی، اور ایران میں پناہ گزیں [یونانی فلسفیوں] سے مسلمانوں
ارسطو کا نام سنا تھا۔[۲]

ر پر مذہبی رواداری برتی جاتی تھی، مذہبی ایذارسانی ایک بیماری تھی جو صرف کبھی
تھی، مگر ایسے موقع پر وہ شدید ہوا کرتی تھی۔ (مؤلف) — یہ اس امر کی جانب اشارہ
کے زمانے میں مانی کے مذہب نے اباحیت پھیلائی اور زردشتیت سرکاری مذہب نہ رہا تو
زور نے اباحیت کا قلع قمع کیا، اور دوبارہ زردشتی مجوسیت پھیلائی لیکن مولف مقالہ
یا بگمان غالب یہ ہو کہ یہ بائبل کی کتاب ایستر کی طرف اشارہ ہو جس میں یہ واقعہ (جو درحقیقت
بیان ہوا ہے کہ ایک ایرانی بادشاہ نے اپنے وزیر کے مشورے سے ملک کے سارے یہودیوں
ی محل میں ایک یہودن بھی تھی، اس نے بادشاہ کو مدہوش کر کے یہ حکم نکلوایا کہ یہودیوں کو
ور دوسرے بہت سے ایرانی امرا کو جو یہودیوں کے مخالف سمجھے جاتے تھے، پھانسی پر
ظلم کی فوراً تعمیل بھی کرائی۔" (مترجم)
ی طرف اشارہ ہے۔ لیکن یونانی فلسفہ زیادہ تو شامی سریانیوں کی مدد سے عربی
راست یونانی کتابیں منگائیں، اور بغداد کے بیت الحکمہ میں ان کے ترجمے ہوئے،
ں بھی ہوتی رہیں۔ (مترجم)

(۷) جسٹی نین کی ضعیفی اور وفات پر اس کی چمک دمک کم ہو گئی اور اس دور کے تاریک تر پہلو زیادہ نمایاں ہو گئے، ایران کی تاریخ کو بھی انوشرواں کی وفات کے بعد ایسی ہی افسوسناک صورتِ حال پیش آئی، ان دونوں سلطنتوں نے اپنے کو مجبور پایا کہ بیرونی وحشی حملہ آوروں کے خلاف مدافعت کے لیے مسلسل 'خرچیلے' اور چور چور کر دینے والے انتظامات کریں، (رومی سلطنت کے حدود پر صقلبی Slavs، آوار (Avars) خزر (Khazars) اور برجان (Bulgars) یعنی روس میں دریائے والگا پر بسنے والے قبائل کے، اور ایرانی سرحد پر منگولیوں کے حملے مراد ہیں) اسی طرح یہ دونوں سلطنتیں اندرونی ظلم وستم اور بار بار کی خانہ جنگیوں کے باعث پارہ پارہ ہو گئی تھیں، ان سب کے باوجود ان دونوں کا باہمی حسد ختم نہ ہوا، اور ان کی کشمکش کی آگ صدیوں تک سلگتی اور جلا کر راکھ کرتی رہی، لیکن زیر بحث (اسلام کے عین پہلے کا زمانہ معمول سے زیادہ خون آشام رہا۔ کیونکہ اس [صدی] میں مشکل بیس[۲] سال برائے نام صلح رہی: ۵۳۱ء کی نام نہاد "ابدی دوستی اور حلیفی" صرف سات برس قائم رہی، اور ۵۶۱ء کی زیادہ متواضع نام والی "پچاس سالہ صلح" بھی مختصر عرصہ تک باقی رہ سکی، یہ جنگیں بھی محض فوجی جھڑپیں نہ تھیں، بلکہ ہمہ گیر لڑائیاں تھیں، ایرانیوں نے دوسرے شہروں کے ساتھ انطاکیہ کو ۵۴۰ء اور ۶۱۱ء میں، قیساریہ کو ۶۱۲ء میں، دمشق کو ۶۱۴ء میں، یروشلم کو ۶۱۴ء میں اور اسکندریہ کو ۶۱۵ء میں جلا کر خاک کر دیا، دیہاتی رقبے بھی اسی طرح تاراج کیے گئے، پھر جب رومی (بیزنطینیوں) کو موقع ملا تو انھوں نے بھی اسی طرح کا برتاؤ کیا، اس میں شک نہیں کہ تباہ کاری کے وسائل اس زمانے میں اس سے کم تھے، جتنے آج ہیں، لیکن تعمیر جدید کے وسائل بھی ویسے

، ایک جلائے ہوئے شہر کو سنبھلنے میں بیسیوں برس لگتے تھے، انسانوں
ر درندگی کے ہاتھوں جو بلائیں آتیں ان پر مستزاد وہ مصیبتیں تھیں جن کو
ں میں بیحیائی اور تدین کے عجیب امتزاج کے ساتھ "افعال خدا" کا نام دیا
دن، امراض متعدی، قحط (جو جنگ کے ناگزیر لوازم ہیں) نیز آتش زدگی
۔

ر دونوں سلطنتوں کی حالت خراب تھی لیکن ان میں رومی (بیزنطینی)
خراب تر تھی، جس مختصر عرصہ کے لیے ان میں صلح بھی رہی، ان میں بھی رومی سلطنت
داکرتی رہی، اور یہ ہرقل کی فوجی عبقریت اور مہارت تھی جس نے ان
باوجود ایشیائے کوچک اور شام و مصر کو ایرانی قلمرو میں ضم ہو جانے سے

ات میں جب مٹھی بھر دینی جنون والے عرب، ٹھنڈے دل سے کام کرنے والے
ت دنیا کو فتح کرنے کے لیے نکلے تو انھیں رومی اور ایرانی سطوت سے نہیں
ہیوں سے سابقہ پڑا جو شکست خوردہ اور تھکی ہوئی تھیں، اور جان لیوا
ں،[1] رومی، الگزاری کا نظم ونسق تو جاری و برقرار رہا، لیکن یہ کہنا دشوار ہے کہ

ہ مبالغہ ہے، اگر تھوڑی دیر کے لیے نینوہ کی شکست کے بعد ایران کو مہلک زخم سے مجروح
تو رومی فاتحوں کے متعلق تو ایسا خیال نہیں کیا جا سکتا، ایران سے لڑنے کیلئے ہرقل نے جو فوج
لاکھ تربیت یافتہ سپاہی تھے (جن میں سے ایک لاکھ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے ۶۳۶ء میں
کیا ۱۹۳۹ء میں مٹھی بھر حبشی شکست خوردہ جرمنی نہیں بلکہ فاتح روس و امریکہ پر حملہ کر کے
ہ مسلمانوں نے ایران و روم (بیزنطہ) دونوں سے بیک وقت مقابلہ کر کے دونوں پر
جم)

وہ کس حد تک ٹھیک طور پر چل رہا تھا، مٹھی بھر مالدار لوگ عیش و نشاط میں مشغول تھے لیکن شلڈن آموس کا یہ کہنا کہ عربوں نے شام کے شہروں کی "متمول اور منظم زندگی" پر قبضہ کیا تھا، ایک مبالغہ ہے، عربوں (مسلمانوں) کی برق آسا فتوحات کی ایک جزئی توجیہ شاید یہ ہے کہ [رومی سلطنت میں] عوام الناس کی نظروں میں ملک ایسی چیز نہ تھا جس کی خاطر جنگ کی جائے۔[1]

(۱۰) اس میں شک نہیں کہ تمدن کی عام تباہی کے وقت بھی لوگوں کو اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ ایک قسم کی قانونی تنظیم برقرار رکھیں، اور خواہ جان بوجھ کر ہو یا بے جانے بوجھے، وہ اسی عملدرآمد پر چمٹے رہتے ہیں، جس کے وہ اب تک عادی رہے ہیں، اس لیے اگر فون کریمر یہ کہتا ہے کہ: "رومی بیزنطینی قواعد، رواجی قانون کی شکل میں برقرار رہے"، یا جب سانتلانا [فرانسیسی میں] یہ بیان کرتا ہے کہ اس بات کا امکان ہے کہ اس قسم کے قواعد: "مشرق میں تمدن کے جو دیگر عناصر تیر رہے تھے ــــ (اس "تیرنے" کے کنایے کو نظر انداز نہ کرنا چاہیے) ــــ انھیں کی طرح وہ بھی برقرار رہے" ہوں تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو اصولاً غیر اغلب ہو، سیلاب کی موجیں جن چیزوں کو بہالے جا رہی ہوں ان کو لے کر ان سے ایک نیا نظام قانونی تعمیر کرنا اس سے بالکل الگ بات ہے، کہ جسٹی نین کے پیچیدہ اور نازک و لطیف اصول قانون کو من و عن لے لیا گیا ہو،

(۱۱) اس بات کو عام طور پر سب ہی مانتے ہیں کہ جسٹی نین کا مجموعۂ قوانین (دی Corpus Juris) کبھی بھی مغربی (یعنی اطالوی) رومی سلطنت میں رواج نہ پا سکا، وہاں جو رومی

[1] ایک مزید وجہ یہ ہے کہ شام اور مصر کی رومی فوج میں عرب سپاہی بکثرت تھے، اور یہ حملہ آور (مسلمانوں) کے ہم نسل تھے" (مؤلف) ــــ غسان کے سردار نے رسول اکرمؐ کے سفیر تک کو قتل کرنے میں باک نہیں کیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان عیسائی شدہ عربوں کو یونانیوں سے کہیں زیادہ اسلام سے نفرت تھی۔ (مترجم)

...ی تھا، وہ تھیوڈوسیوس [دوم] کا مدونہ (Theodosian Code)
...ان وحشی [جرمنوں] کے رسم ورواج کی بھی تھوپا تھاپی کی گئی تھی، جو جسٹی نین
...جود زمانہ زوال طبقہ بنے رہے، اور اہل روما کے ساتھ ایک ماتحت قوم کا سلوک
...ل میں بعض جگہ Romanus (یعنی رومی) کے معنے بالآخر "غیر آزاد شخص"
...ی حالات میں مغربی [اطالوی] رومی قانون کے لیے یہ بات مشکل تھی کہ اسلامی
...یں کوئی اثر رکھے، خواہ ہم اس یقینی بات کو تھوڑی دیر کے لیے نظر انداز ہی کیوں
...سلامی] قانون کے بنیادی اصول، مدینۂ منورہ کے مشہور امام مالکؒ کے متبعین
...ی عیسوی [دوسری صدی ہجری] کے نصف دوم میں [اندلس و] مغرب اقصیٰ
...مدینہ منورہ میں مدون ہو چکے تھے، مشرقی (بیزنطینی) رومی سلطنت کی حالت اس
...جسٹی نین کے وضع کردہ قانون ہی پر بیزنطینی عدالتی افسر عمل کرتے تھے، اور
...ی تعلیم پائے ہوئے وکیل (Lawyers) بھی اسی کے مطابق وکالت کرتے تھے۔
...ردی کاغذوں پہ لکھی ہوئی جو دستاویزیں ملی ہیں ان کی شہادت سے بظاہر یہ معلوم
...زنطینی صوبہ] مصر میں رسم ورواجی قواعد کا قابل لحاظ حصہ برقرار تھا جو رومی
...سابقت و مقابلہ کرتا تھا، یا اس کے ساتھ ایک تکلیف دہ طفیلی زندگی گزار رہا تھا۔
...ے "دو عملی نظریوں" کو برخاست کرنے کی کوشش کی تھی، اس کے معنی غالباً یہی ہیں
...ی کہ رومی نظام قانون کی مصر کے مقامی رواج کے ذریعے سے ترمیم کو روکا جائے،
...اسکی زیادہ اہمیت نہیں ہے، مگر اس سے ضمناً یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مسلمان اہل فقہ
...ی عمارت کھڑی کرنے میں بر وقت جو سامان اور مواد ملا تھا، اس میں صرف
...زا رہی نہ تھے [بلکہ ہر جگہ کے مقامی رواجات بھی تھے]

(۱۲) شام میں ایک نام نہاد "شامی رومی قانون کی کتاب" (Syro-Roman law book) ملی ہے، یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ جسٹی نین کا "مجموعۂ قوانین" زندہ نہ رہا تھا، یہ دستاویز[1] اصل میں طلبہ کی ایک درسی کتاب ہے، اور اسے ایک طرح کا "رومی قانون کا خلاصہ" کہا جا سکتا ہے۔ اس میں صرف قانونِ مدنی (Jus Civile) ہے، اعزازی قانون[2] (Jus honorarium) نہیں، یہ بیزنطینی شہنشاہ زینون[3] (Zenon) کے زمانے میں ۴۸۰ء میں اصل میں یونانی میں لکھی گئی تھی، اور شاید لاطینی میں بھی۔ کیا یہ تصور میں بھی آسکتا ہے کہ لارڈ برکنہیڈ[4] (Birkenhead) کے زمانے کی [جدید و کثیر] قانون سازی ہی سے پہلے نہیں بلکہ حکام عدالت کے قانون (Judicature acts) سے بھی پہلے۔ جس نے غیر مکتوبہ عام شائع ورائج قانون Common law اور قانون استحسان (Equity) کو ضم کرنے کا حکم دیا تھا[5] ۔۔ پہلے کے قانون انگلستان کو آجکل کے انگریز قانون پیشہ لوگ کسی تبدیلی

---

[1] لگے ہاتھوں یہ کہتے چلیں کہ اس کتاب اور اسلامی قانون میں جو واحد مماثل چیز ملی ہے وہ یہ ہے کہ اسلامی قانون میں کوئی شخص اپنی جائداد کا ایک تہائی سے زیادہ حصہ کسی کو بطور وصیت نہیں دے سکتا، جو اس [رومی] کتاب میں بھی مذکور ہے، اور ظاہر ہے کہ اصل متن میں کسی نے بعد میں اس کا اضافہ کر دیا ہے"۔ (مولف) یہ کتاب اسلامی عہد کی تالیف ہے، اور اس پر نالینو نے متعدد مقالے اطالوی میں لکھے ہیں (مترجم) [2] اعزازی قانون سے مراد وہ قانون ہوتا ہے جو مجسٹریٹ (حاکم عدالت) کے جاری کردہ اعلان سے بنے۔ (مترجم) [3] زینون کا زمانہ حکمرانی ۴۷۴ء تا ۴۹۱ء۔ (مترجم) [4] وزیر ہند بننے سے پہلے لارڈ برکنہیڈ نے جب پہلی جنگ عظیم کے بعد وزیر عدلیہ تھا تو اس زمانے میں متعدد مسائل پر انگلستانی رواج اور نظائر وغیرہ کی مدد سے پہلی دفعہ قانون وضع کرائے، مثلاً قانون جائداد وغیرہ۔ (مترجم)

[5] پرانے زمانے میں انگلستان میں بیک وقت دو قانون رائج تھے، چنانچہ جب کوئی شخص اپنے مقدمے کے لیے "عام شائع قانون کی عدالت" (Common law court) میں جاتا تو ایک طرح سے فیصلہ ہوتا، اور اگر محکمۂ قانون استحسان (چانسری کورٹ) (Chancery court) کی طرف رجوع کرتا تو اس کے برعکس فیصلہ ہوتا۔ ۱۸۷۳ء میں برطانوی پارلیمنٹ نے جب اصلاح عدلیہ کا قانون (Judicature act) منظور کیا تو یہ فرق ختم ہوا اور ساری عدالتیں ایک ہی قانون کے نافذ کرنے کی پابند کی گئیں۔ (مترجم)

ئی ایک چھوٹی سی درسی کتاب کی اساس پر اخذ کر سکیں؟ مگر یہی وہ کارنامہ ہے جسے جسٹی نین کی
ی کے بعد شامی رومی قانون کی کتاب" کو استعمال کرنے والے قانون پیشہ لوگ انجام دینے کی
ے تھے، اور یہی وہ بدنصیب رٹانے کی کتاب تھی جس کا شام اور عرب کی زبانوں میں ترجمہ
ے شام کے گرجاؤں[ف] میں قانون کی درسی کتاب کے طور پر رائج کیا گیا۔ نالینو[ف] کے اس ادعا میں
جاتی ہے کہ نویں صدی عیسوی (تیسری صدی ہجری) کے شامی [عیسائیوں] نے جسٹی نین
ں ساز کے نام بھی نہ سنا تھا، ایسی حالت میں کیا اس کا امکان ہے کہ ان کے حاکم عربوں نے
اسلامی فقہ کی کتاب میں کسی رومی سند [یا ماخذ] کا کوئی ایک بھی حوالہ نہیں پایا جاتا،

(باقی)

ے خود بھی بیان کریگا، اسلامی حکومت میں اہل ذمہ کامل عدالتی خود مختاری سے متمتع تھے، مثلاً جب کسی مقدمے
تے تو قانون بھی عیسائی ہوتا، حاکم عدالت بھی اور محکمۂ عدالت بھی عیسائی ہوتے، اور حاکم عدالت عموماً طبقۂ اہل دین
ہبوں سے چنے جاتے اسی لیے گرجا والوں کو قانونی کتاب کی ضرورت پیش آئی کیونکہ انجیل میں قانونی احکام نہیں ہیں، اسلیے
ائی سلطنت کے قانون پر عمل کرنا کافی سمجھا گیا۔ (مترجم) ؎ نالینو کی اطالوی کتاب "بزنطینی قانونی کتابیں
Nallino scritti juridici صفحہ ۱۵۸ تا ۱۵۹، نیز اسی کی دوسری اطالوی کتاب
Sul libro siro-romano (in : (یعنی شامی رومی کتاب کے متعلق جو مقالات بونفانے
ہوئی] دیکھو جلد اول مطبوعہ پاویا (Pavia) سنہ ۱۹۲۹ء، اس "شامی رومی قانون کی کتاب" کے متعلق نالینو
ہیں۔ لیکن اگر متیئس (Mitteis) کا یا کسی اور کا نظریہ قبول بھی کریں تو ایک طرف تو اس "شامی
ں کے اور جسٹی نین کے "مجموعۂ قوانین" کے نہایت ترقی یافتہ اصول کے درمیان اور دوسری طرف نہایت لطیف
والے ابتدائی مسلمان فقہا کے ذہن کے درمیان فرق کی جو خلیج پائی جاتی ہے وہ بجد وسیع ہو جاتی ہے (مولف)
مقابلے میں کچھ کم ہی، اسلامی فلسفہ بھی خدا پر مرکوز ہے، اسکے باوجود مسلمان مولف کھلے بندوں اسکا اعتراف
طون اور ارسطو کے مدیون اور مرہون منت ہیں، (مولف) ــــــ یعنی کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان فلاسفہ
ہیں مسلمان فقہا اگر دیانتدار رہے ہوں، اگر فقہ میں بیرونی مصادر سے واقعی مدد لی گئی ہوتی تو وہ ضرور اسکا اعتراف

خریطۂ جواہر

از شاہ معین الدین احمد ندوی

(۳)

فصاحت خاں رازی: بندگی کشتم تمیز کعبہ و دیرم کجاست دیدہ ام ہر جا درے انجام سجودے ساختم

میرا مذہب تو بندگی ہے، مجھ میں دیر و حرم کا امتیاز کہاں، جہاں کوئی در نظر آیا وہیں سجدہ کر دیا۔

ع جہاں دیکھا کوئی جلوہ وہیں رکھ دی جبیں میں نے

رضی گیلانی: بخت گر در خواب یک شب ہمدمِ یارم کند دل طپد از ذوق چندانکہ بیدارم کند

اگر کبھی قسمت یار کو خواب میں دکھلاتی ہے تو دل ذوق و شوق میں اتنا تڑپتا ہے کہ بیدار کر دیتا ہے یعنی خواب میں بھی لذتِ ملاقات حاصل نہیں ہو پاتی۔

میر محمد یعقوب راہب: بسان چشم گر گر ید بہ درد ہر عضوے غمے ہر کہ رسد می کند ملول مرا

میرا حال آنکھ کے جیسا ہے کہ جسم کے کسی عضو میں بھی درد ہو رونے لگتی ہے، اسی طرح ہر انسان کا غم مجھے ملول کر دیتا ہے۔

کلن حسین راغب: صد نامہ نوشتیم و جوابے ننوشتی ایں ہم کہ جوابے ننویسند جواب است

میں نے سیکڑوں خطوط لکھے مگر تو نے کسی کا جواب نہ دیا، درحقیقت جواب نہ دینا بھی ایک قسم کا جواب ہے۔

محمد امین ذوقی: ہم نشینم بخیالِ تو و آسودہ دلم کیں وصالیست کہ در پے غمِ ہجرانش نیست

میں تیرے خیال میں مست اور آسودہ دل ہوں، یہ وہ وصال ہے جس میں غمِ جدائی کا خطرہ نہیں۔

ـرے کہ بہر پرسشِ ما یار می آید		غمِ خود با کہ گویم ہمرہِ اغیار می آید

ـ مدت کے بعد محبوب میری پرسشِ حال کے لیے بھی آتا ہے تو اپنے ساتھ غیروں کو

ـہے، اس لیے غمِ دل کس کو سناؤں۔

ـہ سود ازیں کہ حریمِ دلم نشیمن تست		کہ درمیانِ من و دل ہزار فرسنگ است

ـیا فائدہ کہ میرا حریمِ دل تیرا نشیمن ہے، اور اس میں تیری یاد ہے، اس لیے کہ خود مجھ میں

ـہزاروں کوس کا فاصلہ ہے اس لیے میری تسلی کس طرح ہو سکتی ہے،

ـے ستمے ساخت کہ خونِ جگرم کرد		می خواست تلافی کند آزردہ ترم کرد

ـپنے جور و ستم کی معذرت کرکے اس کی تلافی کرنا چاہی، مگر اس کی معذرت نے

ـرنجیدہ کر دیا۔

ـبِ کاری زکمانِ تو نخوردیم		ہر زخمِ تو محتاج بزخمِ دگرم کرد

ـں سے ایک کاری تیر بھی نہ لگا جو آسودہ کر دیتا، اس لیے ہر زخم کے بعد

ـ احتیاج باقی رہی،

ـ آں مرغِ ناتواں میرد		کہ در قفس بہ تمنائے آشیاں میرد

ـس مرغِ ناتواں کی حسرت پر مرتا ہے جو قفس میں آشیانہ کی تمنا میں مرجاتا ہے،

ـحبت غریب ملکتے ایست		دروکسے کہ بہ پیری رسد جواں میرد

ـی دنیا بھی عجیب ملک ہے۔ اس میں جو بڑھاپے کو پہنچتا ہے وہ بھی جوان مرتا ہے

ـ نہیں آتا وہ ہمیشہ جوان رہتی ہے،

ـئے نہ گلے نے خراش از خارے		دریں چمن بچہ دل خوش کند گرفتارے

ـیں جہاں نہ خوشبو ہو نہ پھول ہو نہ کانٹے کی خراش ہو کوئی گرفتار کس سے دل

خوش کر سکتا ہے۔ دل بہلانے کے لیے کوئی سامان تو ہونا چاہیے،

زینتی استرآبادی: بد خو مکن بوعدۂ وصل اہلِ درد را		بگذار تا بمحنتِ ہجرِ تو خو کنند

وصل کا وعدہ کرکے اہلِ درد کی عادت نہ بگاڑ انکو انکے حال پر چھوڑ دے کہ وہ تیرے ہجر کی مشقت برداشت کرنے کے عادی ہو جائیں،

زین خاں کوکلتاش: بیک شب چہ عشرت تواں کرد با تو		تماشا کنم مے خورم راز گویم

ایک رات میں تیرے ساتھ کیا عیش و عشرت کیجا سکتی ہے، تیرے حسن کا نظارہ کردوں، شراب پیوں، راز و نیاز کی باتیں کروں، کیا کیا کروں،

سید حسین زینتی: راست کن کارِ خود امروز کہ فردا چوں تیر		گر رفتی چو شوی روے بہ پس نتواں کرد

اپنا جو کام کرنا ہے آج ہی کر لو، کل جب تیر کی طرح عمر گریزاں بھاگے گی تو پھر مڑ کر دیکھنے کی مہلت نہ ملے گی،

شیخ سعدی: دوست می دارم من ایں نالیدنِ جانسوز را		تا بہر نوعے کہ باشد بگذرانم روز را

میں اس جانسوز نالہ کرنے کو اس لیے دوست رکھتا ہوں تاکہ جس طرح بنے اس مشغلہ میں دن کاٹ دوں،

حدیثِ عشق چہ داند کسے کہ در ہمہ عمر		بسر نکوفتہ باشد درِ سرائے ترا

وہ شخص عشق و محبت کا ماجرا کیا جان سکتا ہے جس نے ساری عمر میں کبھی تیرے در پر سر نہ پٹکا ہو،

دلے کہ عاشق و صابر بود مگر سنگ است		زعشق تا بصبوری ہزار فرسنگ است

جو دل عشق میں صبر کرنے والا ہو وہ دل نہیں پتھر ہے، کیونکہ عشق اور صبر کے درمیان ہزاروں کوس کا فاصلہ ہے،

ات بباید بسر راہ وداع | کہ تحمل کند آں لحظہ کہ محمل برود

ں کی روانگی کے وقت اس کی رخصتی کا منظر برداشت کرنے کیلئے پتھر کا دل چاہئے

برسانید بمرغانِ چمن | کہ ہم آواز شما در قفسے افتاد است

رغانِ چمن کو پہنچا دو کہ تمہارا ایک ہم آواز قفس میں گرفتار ہو گیا ہے،

چھ تسلی ہو جائے گی)

ں در جہاں نہ بینی دوست | کہ دشمنی کند و دوستی بیفزاید

رکے جیسا مہربان دوست دنیا میں نہیں مل سکتا کہ وہ دشمنی کرنے پر بھی

نی اس کی دشمنی سے بھی اس کی محبت بڑھتی ہے۔

ا بہ یکبار از دلِ تنگ | بروں کردیم تا جائے تو باشد

ے دل تنگ سے اکبارگی دونوں جہان کو نکال دیا تاکہ تیرے لیے

ینی تیرے سوا اب اس دل میں کسی کی گنجائش نہیں، اسلیے تجھے آجانا چاہیے،

سیائے غمِ دل باتو بگویم | چہ بگویم کہ غم از دل برود چوں تو بیائی

تھا کہ جب تو آئیگا تو غم دل تجھ سے بیان کروں گا مگر جب تو آجاتا ہے تو

ا رہتا ہے، اس لیے غمِ دل کیا بیان کروں،

ں سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے

کتے یوں کہتے جو وہ آتا | سب کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نہ کہا جاتا

نستم کہ چرا دل بتو دادم | باید اول بتو گفتن کہ چنیں خوب چرائی

تے ہیں کہ میں نے تجھکو کیوں دل دیا، حالانکہ پہلے تجھ سے پوچھنا چاہیے کہ تو اتنا

میر کہتے ہیں :

پیار کرنے کا جو خوباں ہم پہ رکھتے ہیں گناہ | ان سے بھی تو پوچھئے تم اتنے پیارے کیوں ہوئے

دی زمانے بر سعدی بہ تکلف بنشست | فتنہ بنشست چو برخاست قیامت برخاست

کل تھوڑی دیر کے لیے محبوب سعدی کے پہلو میں تکلف سے بیٹھا، جب تک بیٹھا فتنہ بیٹھا رہا جب اٹھا تو قیامت بن کر اٹھا۔

سعدیا نوبتی امشب دہلِ صبح نکوفت | یا مگر صبح نباشد شبِ تنہائی را

سعدی کیا بات ہے کہ گھڑیال بجانے والے نے آج رات صبح کا گھنٹہ نہیں بجایا یا شبِ تنہائی کی صبح ہی نہیں ہوتی کہ اس کا گھنٹہ بجتا۔

سلمان ساؤجی: گاہے ز دل بود گلہ گاہے ز دیدہ ام | من آنچہ دیدہ ام از دل و دیدہ دیدہ ام

مجھکو کبھی دل کا گلہ ہے اور کبھی آنکھ کا، مجھے جو کچھ دیکھنا پڑا انہی دونوں کی بدولت دیکھنا پڑا۔

چشمِ سرمستِ ترا عینِ بلا می بینم | لیکن ابروئے تو چیزیست کہ بالا بلاست

تیری مست آنکھ خود ایک بلا تھی، لیکن تیرے ابرو تو اس سے بڑھ کر بلا ہیں، ابرو آنکھ کے اوپر ہوتے ہیں، شاعر نے اس کو بالائے بلا سے تعبیر کرکے شعر میں اک لطف پیدا کر دیا،

مرزا سلام سامی: آزردہ شد از چشمِ من امشب کفِ پایت | لے وائے کفِ پائے ترا چشم رسیدا ست

آج رات کو تیرے قدموں پر آنکھ ملنے سے تیرے نازک تلووں کو تکلیف پہنچ گئی، افسوس دل کی وجہ سے اس کو نظر لگ گئی۔

ملا جمال سہری: ندانم آنکہ بدرگاہ کعبہ رو آورد | بعذر خواہیِ آں خاکِ آستاں چہ کند

میں نہیں سمجھتا کہ جو شخص کعبہ کا رخ کرتا ہے، وہ محبوب کی خاکِ آستاں کے سامنے کیا عذر کرے گا،

…م گہے صنمگری و گہ شکست او ست — بیتاب عشق ہر چہ کند حق بدست اوست

…بناتا ہے اور کبھی اس کو توڑتا ہے، بیتاب عشق جو بھی کرتا ہے حق اور صحیح
…ن شکنی و بت گری دونوں صحیح ہیں،

…من مترس کہ دیوانیانِ حشر — مجرم کنند بہر تو صد داد خواہ را

…خذہ کا خوف نہ کر کیونکہ حشر کے دفتر والے تیرے لیے سیکڑوں دادخواہوں
…گے،

…ں نے طاقتِ شکیبائی — تو چوں نقاب کشی رحم بر تماشائی است

…ں تاب ہے اور نہ صبر کی طاقت ہے، اس لیے ترا نقاب ڈال لینا درحقیقت

…من ہم فدا شدم — افسوس کز قبیلۂ مجنوں کسے نماند

…زگار ہیں میں نے بھی جان فدا کر دی، افسوس کہ مجنوں کے قبیلہ کا کوئی

…ں کہ گے باراں شود — ابر می خواہند مستاں، خانہ گو ویراں شود

…یں کہ کب پانی برستا ہے، وہ ابر کے متمنی ہیں، خواہ بارش سے ان کا گھر ہی

…کہ ہنگامِ بازخواست — نعشم بر آستانۂ قاتل نہادہ اند

…بہا کافی ہے کہ جنازہ لیجاتے وقت میری نعش لوگوں نے قاتل کے آستانہ

…ح بالینِ من آئی — شمعِ سحرم یک دو نفس بیش ندارم

یہی وقت ہے کہ صبح کو میرے سرہانے آجاؤ، کیونکہ میری شمعِ حیات ایک دو نفس کی مہمان ہے، زیادہ زحمت نہ کرنا پڑے گی،

من آں نیم کہ نسیم گلم فریب دہد — بآشنائی بلبل گمر بہ باغ روم

مجھکو پھولوں کی نسیم فریب نہیں دے سکتی (میں پھولوں کی سیر کے لیے نہیں) بلکہ بلبل کی دوستی میں باغ میں جاتا ہوں،

فریدوں سابق: اس شعر کی سادگی قابل دید ہے:

قاصد بخدا آں بت عیار چہ می گفت — قربان زبانِ تو بگو یار چہ می گفت

قاصد خدا کے لیے بتا دے کہ اس بتِ عیار نے تجھ سے کیا کہا، تیری زبان کے قربان بتا دے یار نے کیا کہا،

محمد قلی سلیم: در چمن دوش صبا بوئے تو سودائی کرد — گل بکف داشت زر و غنچہ گرہ وامی کرد

کل چمن میں باد صبا تیری خوشبو کا سودا کر رہی تھی، اس کو خریدنے کے لیے پھول زر گل ہاتھ میں لیے تھا اور غنچہ گرہ کھول رہا تھا، (غنچہ کے کھلنے کو گرہ کھولنے سے تشبیہ دی ہے)

آئینہ بکف گیر کہ از رشک بمیرم — در کشتنِ ما حاجتِ شمشیر ندارد

مجھکو قتل کرنے کے لیے تلوار کی حاجت نہیں ہے، تم آئینہ ہاتھ میں لے لو، میں خود رشک میں مر جاؤں گا،

محمد افضل سرخوش: در عدم ہم ز عشق شورے ہست — گل گریباں دریدہ می آید

در تہِ خاک نیز راحت نیست — سبزہ دامن کشیدہ می آید

عدم میں بھی عشق کا ہنگامہ ہے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ جو پھول عدم سے وجود میں آتا ہے وہ گریباں دریدہ ہوتا ہے اور زیر خاک بھی راحت میسر نہیں، چنانچہ جو سبزہ اگتا ہے وہ دامن کشیدہ

: فزود چشم ترمن شکوہ خوباں را   کنارِ آب دو چنداں کند چراغاں را

ریاں نے حسینوں کی شان بڑھا دی، جس طرح پانی کے کنارے چراغوں کے عکس دکھائی دیتا ہے، اس طرح میرے آنسوؤں نے ترے حسن کو بڑھا دیا،

جبیں دوش مجلس آرا بود   کہ شمع از در فانوس در تماشا بود

مہ جبین مجلس آرا تھا، کہ شمع محفل بھی فانوس کے در سے اسکا تماشا کر رہی تھی،

م رفتہ رفتہ دیدۂ گریاں سفید   میکند ابر سیہ را عاقبت باراں سپید

ردوں کی کثرت سے رفتہ رفتہ آنکھیں سپید ہوگئیں، جس طرح سیاہ ابر کو آخر ر دیتی ہے، اور پانی برسنے کے بعد ابر کی سیاہی جاتی رہتی ہے،

چاک دل نظر برخ یار می کنم   سیر چمن بر رخنۂ دیوار می کنم

ے چاک سے یار کے رخ کا نظارہ کرتا ہوں یعنی رخنۂ دیوار سے چمن کی سیر کرتا ہوں،

نی و سراپائے ترا سیر ندیدیم   داغے بجگر ماند ز ہر جائے تو ما را

اور میں تیرے سراپا کو جی بھر نہ دیکھ سکا، تیرے ہر عضو سے جگر میں ایک داغ رہ گیا،

ت کہ پنہانی بروئے یار می دیدم   چو می گردد نظر سویم سوئے اغیار می دیدم

ش آیند تھا کہ میں پوشیدہ محبوب کی طرف دیکھتا تھا جب وہ میری طرف دیکھتا تھا تو میں دوسروں ا تھا،

وں مرگ می خواہم حیاتی می دہد آے   فلک بسیار نادانیاں لطفہائے بے محل دارد

ن سے موت مانگتا ہوں وہ زندگی دیتا ہے، وہ ایسی بے محل مہربانیاں

شہیدی قمی: خوش آں زماں کہ گویاں کنند غارت شہر   مرا تو گیری و گوئی کہ ایں اسیر من است

وہ وقت بھی کیسا پر لطف ہو کہ جب خوبرو شہر کو غارت کر رہے ہوں تو تو مجھے پکڑلے اور کہے کہ یہ میرا قیدی ہے (اس کو نہ غارت کرو)

شرمندۂ ز طعنۂ مردم برائے من   خوبی تو بلائے تو ہم شد چہ جائے من

تجھکو میری وجہ سے لوگوں کے طعن وطنز سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے، میرا کیا ذکر تیرا حسن خود تیرے لیے مصیبت بن گیا ہے،

بہ بیدرداں نشینی کے فتد بر من نگاہ از تو   نہ دردِ عشق می دانی نہ قدر حسن آہ از تو

تو تو بے دردوں کا ہم نشین ہے، تیری نگاہ مجھ پر کیسے پڑ سکتی ہے، افسوس کہ تو نہ درد عشق کو جانتا ہے اور نہ حسن کی قدر پہچانتا ہے،

شاپور طہرانی: نہ نشست آنقدر کہ بینم رخش درست   چشمش ہزار کار و دلش صد خیال داشت

محبوب اتنی دیر بھی نہ بیٹھا کہ میں اس کے حسن کا پورا نظارہ کر سکتا، اتنی دیر میں بھی اس کی چشم فسوں ساز ہزاروں کاموں اور اس کا دل سیکڑوں خیالات میں مشغول رہا، یعنی اس نشست میں بھی یکسوئی سے نہ بیٹھا،

سینہ بر خنجر او زن کہ شہادت بر ما   ناقص است ار مدد کشتہ بقاتل نہ رسد

محبوب کی تیغ زنی کے وقت خود اپنے سینہ کو ہدف بنا دے کہ وہ شہادت ناقص ہے جس میں مقتول کی مدد شامل نہ ہو،

حال مرغیست دلم را کہ بہ اندازِ چمن   ز آشیاں آید و در دام گرفتار شود

میرے دل کا حال اس چڑیا کی طرح ہے جو چمن میں جانے کے خیال سے آشیانہ سے نکلتی ہو مگر دام میں پھنس جاتی ہو، میں بھی حسن کی بہار سے لطف اندوز ہونے کے لیے نکلا تھا مگر عشق کے اندوہ میں گرفتار ہو گیا۔

رتِ پرواز گلستاں لے کاش — بگذارند کہ کنج قفس گرم کنم

ستاں میں پرواز کی تمنا کیا کرسکتا ہوں، کاش مجھے کنج قفس ہی میں رہنے
دیں،

بااین نغمہ پردازی وطن کردم — زیارتگاہ مرغان چمن شد آشیانِ من

پردازی کے ساتھ جس گلشن کو بھی میں نے وطن بنایا، میرے نغمہ کی دلآویزی
مرغان چمن کی زیارت گاہ بن گیا،

کے ملامتِ مژۂ اشکبارِ من — یکبارہم نصیحتِ چشم سیاہ خویش

بار مژہ کو کب تک ملامت کرتے رہوگے۔ ایک بار اپنی چشمِ سیاہ کو بھی تو نصیحت
شکبار بنایا ہے،

غافلت وی چو شدی دوچارِ من — یافتہ کہ عاشقم وائے بروزگارِ من

راسامنا ہوا تو ترے تغافل نے مجھے مار ڈالا، تجھ پر میرا عشق ظاہر ہونا میرے
یا،

عراسی سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے

ال اس بلاکش کا — جس کو عاشق وہ اپنا جان گیا

: زیمن عشق بکونین صلح کل کردم — تو خصم کردہ زما دوستی تماشا کن

ق کی برکت سے دونوں عالم سے صلح کرلی، تم مجھ سے دشمنی کرکے میری دوستی کا تماشا
ں کے بعد بھی دوست ہی رہوگا،

رخیالِ نماندہ است ہنوز — بخاطرت چو رسم از من احتراز کنی

ے خیال سے خالی نہیں رہتا، چنانچہ جب ترے دل میں میرا خیال آتا ہے تو اس سے

احتراز کرتا ہے، یہ احتراز خود خیال آنے کی دلیل ہے،

خواجہ شعیب: بجرمِ آنکہ شبہا دردِ سر میداد جاناں را — بزنداں کردہ ام در تنگنائے سینہ افغاں را

اس جرم میں کہ میری فریاد و فغاں راتوں کو محبوب کے سر میں درد پیدا کردیتی ہے، میں نے اس کو سینہ کے قید خانہ میں قید کردیا ہے یعنی اس کے دردِ سر کے خیال سے فریاد و فغاں بھی نہیں کرتا۔

حکیم شفائی: امروز شد از زانیِ ما تا چہ شود باز — آں لطف کہ دیروز بحالِ دگرے داشت

کل جو لطف و مہربانی غیروں کے ساتھ تھی وہ آج میرے حال پر مبذول ہے، دیکھیں اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے، یہ لطف بے سبب نہیں ہے،

دل بہ آں درد نہ بندم کہ چوں زخم ہوس — بر درِ وصل بدریوزۂ درماں بردد

میں ایسے درد والم سے دل نہیں لگاتا جو زخم ہوس کی طرح وصل کے دروازے پر درماں کی بھیک مانگنے جاتا ہے، یعنی میرا درد و الم وصل کے درماں کا طالب نہیں ہے

نمیدانم کہ دل را از کدامی عشوہ بستانم — ربودند از ہمش چندانکہ مسکیں از میاں گم شد

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ محبوب کے کس عشوہ سے دلِ گم گشتہ کا مطالبہ کروں، ان سب نے مل کر اس کو اس طرح چھینا ہے کہ غریب درمیان سے گم ہوگیا اور اب اس کا ملنا مشکل ہے،

حالِ آں مرغ چہ باشد کہ پس از گل ناچار — غنچۂ دل بخس و خارِ گلستاں بندد

اس غریب مرغ کا کیا حال ہوگا جو فصل گل کے بعد چار و ناچار غنچۂ دل کو گلستاں کے خار و خس سے لگاتا ہے۔

پرستارے ندارم بر سرِ بالینِ بیمارے — مگر دردم ازیں پہلو نہ آں پہلو بگرداند

تیمارداری کے لیے کوئی لونڈی غلام بھی بیمار کے سرہانے نہیں ہے، خود میرے درد کا اضطراب پہلو بدلواتا ہے۔

شوخی نمیدانم چہ خواہی کرد مستوری — کہ گر جائے دو چار خود شود بدنام می گردد

ں شوخی و شرارت اپنے کو کس طرح چھپا سکتا ہے اگر کسی جگہ خود اپنے سے بھی دو چار
د اس کی شوخی و شرارت بدنام کر دیتی ہے،

بد گمانی تا بصد رہ افگند قاصد — حکایت گوید و عمداً در اثنائے سخن خندد

رے دل کو بد گمانی کی وجہ سے سیکڑوں قسم کے خیالات میں مبتلا کر دیتا ہے کیونکہ محبوب
ن کرتے وقت اثنائے سخن میں ہنستا جاتا ہے جس سے طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔

نمک دعوئ عشق است وگرنہ — زاں گونہ تواں زیست کہ جاناں نداند

شق کے نمک کی شہرت نے مجبور کر دیا ہے، ورنہ اس طرح بھی زندگی بسر کی جا سکتی
بھی خبر نہونے پائے،

ت کہ چنداں لذتِ وصل تو برگیرم — کہ در ایامِ محرومی من و دل را بکار آید

ں فرصت ہی نہیں ملی کہ وصل کی لذت اتنی حاصل کر لیتا کہ ہجر کی محرومی کے زما
ل کے کام آسکے.

ت فروغِ رُخِ عالم سوزش — ایں چراغیست کہ از خونِ من افروختہ است

رخ عالم سوز پر جو فروغ اور رونق ہے، وہ شراب کا اثر نہیں ہے، بلکہ اس
ن کی سرخی نے روشن کیا ہے۔ ع اس میں کچھ خونِ تمنا بھی ہے شامل میرا

نگاہے کہ رقیبے نپسندد — قربان سرِ ناز کن و سوئے من انداز

ہوئی نگاہ جس کو رقیب پسند نہیں کرتا اسکو اپنے ناز کے صدقے میں مجھ پر ڈال دے۔

ندیم ز کوئش دم وداع — دل را ز اضطراب ہماں جا گذاشتیم

سے رخصت ہوتے وقت بیخودی میں ایسا غافل ہوا کہ غایت اضطراب میں

دل کو وہیں چھوڑ دیا۔

چوں لب از قصۂ اظہار محبت واماند — بزبانِ نگہ گرم تمامش کردم

جب لب محبت کی روداد بیان کرنے سے قاصر رہے تو نگاہ گرم کی زبان سے میں نے اسکو
پورا کیا یعنی جو بات زبان سے نہ کہہ سکا اس کو نگاہوں نے کہہ دیا،

عجب متاعِ فرو بنیست ایں وفاداری — کہ مفت ہم نخریدند ہر کجا بُردم

وفاداری کی متاع ایسی کھوٹی ہے کہ جہاں لے جاتا ہوں اس کو کوئی مفت بھی نہیں خریدتا
یعنی اس زمانہ میں اس کی کوئی قدر نہیں رہ گئی ہے،

تو بجلوہ چوں در آئی اجل از سر ترحّم — ہمہ جا کند منادی ز تو احتراز کردن

تو جب جلوہ طرازی کرتا ہے تو موت از راہ ترحم ہر جگہ تجھ سے بچنے کی منادی کرتی پھرتی
ہے کہ تجھے دیکھنا موت کو پیام دینا ہے،

شکیبی اصفہانی: لائقِ مجلس نیم لیک ز بہرِ چشمِ زخم — شاخِ خشکے نیز در کار است بستانِ ترا

اگرچہ میں تیری بزم کے لایق نہیں ہوں لیکن تیرے باغ حسن کو نظر بد سے بچانے کے لیے
خشک شاخ کی بھی ضرورت ہے، یہی سمجھکر مجھکو اپنی محفل میں جگہ دیدینی چاہیے،

شبہائے ہجر را گذرانیدیم زندہ ایم — ما را بسخت جانیِ خود ایں گماں نبود

ہجر کی راتوں کو گذار کر بھی زندہ ہوں، مجھے اپنی سخت جانی سے اسکی امید نہ تھی،

شوقی: دوریم بصورت ز تو نزدیک بمعنی — مانند دو مصرع کہ ز ہم فاصلہ دارد

میں ظاہر میں تو تجھ سے دور رہوں مگر باطن میں نزدیک ہوں، جس طرح ایک
شعر کے دو مصرعے ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں، مگر معنی کے لحاظ سے قریب اور
ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں،

...روئے تو گاہے بسوئے گل نگرم   کند مقابلہ کس چوں کتاب را تنہا

...یرا چہرہ دیکھتا ہوں اور کبھی پھول پر نظر ڈالتا ہوں جس طرح ایک تنہا شخص کسی کتاب کا مقابلہ

...کرنا ایک ہی کتاب کے دو نسخوں کو صحت کے لیے ملا کر دیکھنے کو کہتے ہیں)

...مردن دامنِ قاتل بدست آید مرا   آخرِ عمر آرزوئے دل بدست آید مرا

...تے وقت قاتل کا دامن ہاتھ میں آجاتا تو آخری عمر میں دل کی آرزو حاصل ہو جاتی

...بنوع سخن می کند   کہ گوئی مرا دیگرے کشتہ است

...ر (انجان بنکر) اس طرح باتیں کرتا ہے کہ گویا اس نے نہیں بلکہ کسی دوسرے نے قتل کیا ہے۔

...ا ہزار دلیل آورد بہ بعد   یا رب کہ دلربائے کسے نکتہ داں مباد

...ظلم کے جواز کی ہزار دلیلیں دیتا ہے، خدا کسی کے دلربا کو نکتہ داں نہ بنائے،

...گیر کہ ایں دست ہماں است کہ من   سالہا در غمِ ہجرِ تو بہ سر زدہ ام

...تھام لے کہ یہ وہی ہاتھ ہے جس نے ترے غمِ ہجر میں برسوں سر پیٹا ہے،

...تگیری کے لائق ہے،

...پارہ دل من ہیچ گوشہ خالی نیست   کدام سنگدل ایں شیشہ بر زمیں زدہ است

...رد نے مرے شیشۂ دل کو زمین پر پٹکا ہے کہ چور چور ہو گیا ہے اور اس کا کوئی گوشہ بھی

...سے خالی نہیں ہے۔ ہر جگہ اس کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہیں،

...باہر کہ حرفِ دوستی اظہار میکنم   خوابیدہ دشمن است کہ بیدار می کنم

...بھی دوستی کا اظہار کرتا ہوں گویا ایک خوابیدہ دشمن کو بیدار کرتا ہوں، یعنی اس

...بھی دوستی کیجائے وہ بعد میں دشمن نکلتا ہے،

...اہد دلم زخمیکہ با مرہم بود کارش   من و آسایشِ دردے کہ از درماں بود عارش

میرا دل ایسے زخم کا طالب نہیں ہے، جس کو مرہم کی ضرورت ہو، مجھکو تو ایسے درد کی

راحت مطلوب ہے جس کو درماں سے عار ہو۔

میر سعد شعلہ: آں بخت نداریم کہ ہم بزم تو باشیم   ما در سرِ راہے تو و آہے و نگاہے

میری قسمت ایسی کہاں کہ تیری بزم کے لائق بن سکوں، میرا حصہ تو تری رہگذر، آہ کرنا اور

تیری ایک نگاہ غلط انداز ہے۔

میر صبری صفاہانی: ایں بس جزائے کشتنِ صبری کہ روزِ حشر   حسرت نمی خورد کہ چرا بسملِ تو نیست

صبری کے خون کے معاوضہ کے لیے یہ کافی ہے کہ حشر کے دن اس کو اس کی حسرت نہیں

رہ گئی کہ وہ تیرا بسمل کیوں نہ ہوا، یعنی عاشق کے قتل کا سب سے بڑا معاوضہ یہی ہے کہ وہ

محبوب کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے۔

من بہ پیشش دردِ دل گویم بصد امید و او   منتظر کیں گفتگوئے من بہ پایاں کے رسد

میں تو سیکڑوں امیدوں سے اس کے سامنے دردِ دل بیان کرتا ہوں اور اس کا حال یہ ہے

کہ وہ اس کے انتظار میں رہتا ہے کہ یہ دکھڑا کب ختم ہوتا ہے۔

مجنوں بہ ریگِ بادیہ غمہائے خود شمرد   یاد زمانہ کہ غمِ دل حساب داشت

مجنوں صحرا کی ریگ پر لکیریں کھینچکر اپنا غمِ دل شمار کیا کرتا تھا، اب وہ زمانہ گیا کہ دل کے

غموں کا شمار ہو سکتا تھا، یعنی میرے غم حدِ شمار سے باہر ہیں۔

نکرد خاطرم اے خوشدلی چہ میکردی   کدام روز ترا با من آشنائی بود

خوشدلی سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تو نے یہ کیا کیا کہ کبھی میری خاطر نہیں کی، کس دن تجھ کو

مجھ سے آشنائی تھی، یعنی کبھی نہیں تھی اور کبھی خوشی حاصل نہیں ہوئی۔

صفری ساوجی: دل گر سر از رضائے تو پیچید مگذراں   با من کہ بود نیز بہ فرمانِ ما نبود

تیرے منشا سے روگردانی کرتا ہے تو اس کو معاف کردے، کیونکہ وہ جب
رے کہنے میں بھی نہ تھا،

ش داری بشنو پیام قاصد — کہ بجز ہلاکِ صفری خبرے دگر ندارد

طب ہوکر کہتا ہے کہ تجھکو عیش و عشرت کا ذوق ہے تو قاصد کا پیام سن لے اسکے
علاوہ اور کوئی خبر نہیں ہے، اس سے تیرا عیش منغض نہ ہوگا بلکہ اور اطمینان ہو جائیگا.

اقتِ زنہ وصال نیست — در حیرتم کہ در شب ہجراں چہ می کنی

زوصال برداشت کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے، مجھے حیرت ہے کہ شب ہجر میں کیا کرتا ہوگا.

کارام دل بلبل کند — باغباں امروز گل اسخت بر جانہ چید

لوں کو اتنی بیدردی سے توڑا کہ ایک غنچہ بھی نہ چھوڑا کہ وہی بلبل کے

شکستہ نگیرد کسے قرار — ترسم کہ رفتہ رفتہ غم از دل بدر شود

ر میں کوئی نہیں ٹھہرتا، اس لیے مجھے ڈر ہے کہ رفتہ رفتہ میرے دل شکستہ

زم آں پیماں شکن دادہ — دو روزے دیگرے بیچارہ ہم احوالِ من دانہ

کن کی بزم میں رقیب کی پذیرائی ہے تو کیا حاصل، دو دن کے بعد اس بیچارے کا

یرا ہوا۔

داغیرت عشقم — اگرچہ زندگانی بے تو دشوار است میدانم

ج ہی کل میں تیرے کوچہ سے نکلنے پر مجبور کردے گی، گو یہ معلوم ہے کہ

دہے۔

(باقی)

مکتوب حمید

پیرس - ۱۸ ذوالقعدہ ۱۳۹۲ھ دوشنبہ

مخدومی زاد فیضکم — سلام مسنون و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آج صبح عنایت نامہ باعثِ سرفرازی ہوا،

اے وقتِ تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

میں معارف میں کم لکھتا ہوں تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ میری نظر میں اس کی عزت کم ہے؛ واقعہ تو یہ ہے کہ آجکل ساری دنیائے اسلام میں، عرب ہو کہ عجم، کوئی اسلامی رسالہ اسلامیات پر اعظم گڈھ والے معارف کے معیار کا نہیں۔ اوروں کے ہاں کاغذ اور طباعت بہتر ہوسکتی ہے، لیکن مضامین کے مندرجات میں علمی معیار بدقسمتی سے کچھ بھی نہیں، خدا معارف کو سلامت باکرامت رکھے، میں خود معارف میں جگہ پاؤں تو اپنے لیے باعث عزت سمجھتا ہوں، لیکن جہاں رہتا ہوں وہاں والوں کی قلمی لسانی خدمت پہلا فریضہ ہے، خدا کا کرنا ہے کہ مقامی زبان میں بھی خامہ فرسائی کرلیتا ہوں اور خوش ہوں کہ کارے کردم۔ اللہ کا احسان ہے کہ گزشتہ پچیس ۲۵ سال میں ہزارہا صفحے چھپ چکے ہیں، اور عظیم تر احسان یہ کہ ان کا تاثر بھی توقع سے کہیں زیادہ اچھا ہوا ہے، مثلاً فرانسیسی میں ۳۶ تراجم قرآن ہیں، میرا اپنا ترجمہ تقریباً ہر سال مکرر چھپتا اور دس دس ہزار نسخے ناشر کے ہاں ہاتھوں ہاتھ چند ماہ

ہیں، آج کل آٹھواں اڈیشن چھپ رہا ہے، (پروف آرہے ہیں)
کے حواشی بڑھائے ہیں، کوئی دوسرا ترجمہ اتنا زیادہ نہیں چھپا۔ ذالک
من یشاء۔

کی دو ضخیم جلدیں بھی انشاء اللہ اب مکرر چھپنے والی ہیں، ان میں بھی
ں کے چند نئے ابواب بڑھائے ہیں، مضامین بھی الحمد للہ مسلمانوں اور
میں شوق سے پڑھے جاتے ہیں، مقامی اسلامی اور نصرانی ادارے
لیے آئے دن بلاتے رہتے ہیں،

عرض نہیں کر رہا ہوں، بلکہ عذر کے طور پر کہ اس مشغولیت کے بعد
کہ اردو میں کچھ لکھوں اور ضمیر کو یہ کہہ کر مطمئن کر لیتا ہوں کہ
اسلامیات پر لکھنے والے اچھے اور کافی ہیں، تیری ضرورت نہیں،
صومانہ" تجویز پیش کرتے ہیں کہ اپنے فرانسیسی جرمن مقالوں کا اردو
میں اپنی ہی تحریروں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے لگوں تو نئے
الات کی تکمیل کون کرے؟

کا مضمون نہ معلوم آپکے ہاں کونسا پہنچا ہے، نہ معلوم کیوں نے اصل مضمون
ر کہ کر نقل بھیجی، التماس ہے کہ ان سے اصل منگوائیں، کیونکہ نقل نویس بعض
ں کرتے ہیں، اور خاصکر اس مضمون میں اتنے اجنبی نام اور الفاظ ہیں کہ نقطہ
ے تو بعض وقت مطلب خبط ہو جائے، کیا یہ ممکن ہے کہ اس مضمون کے
زائد نسخے نکالے جائیں؟ مصارف گزران دوں گا۔

دین صاحب مدظلہ اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام نیاز مندانہ عرض ہے۔

خادم محمد حمید اللہ

وفیات

مرزا احسان احمد صاحب مرحوم

افسوس ہے کہ ہمارے شہر کے مشہور وکیل اور نامور شاعر مرزا احسان احمد صاحب کا گذشتہ مہینہ انتقال ہو گیا، ان کی صحت عرصہ سے خراب تھی، ادھر کچھ دنوں سے صاحب فراش ہو گئے تھے، ۲۳ر دسمبر کو وفات پائی، وفات کے وقت ۷۷ سال کی عمر تھی، مرحوم شاعری کے ساتھ اردو کے ادیب و نقاد بھی تھے، ان کا ادبی ذوق بڑا بلند اور پاکیزہ تھا، اُن کے کلام اور ادبی مضامین کا مجموعہ شائع ہو چکا ہے، ایک زمانہ میں ان کے اور اقبال احمد خاں صاحب سہیل مرحوم کے دم سے اعظم گڈھ میں شعر و شاعری کا بڑا چرچا تھا، جگر مرحوم جب چشمہ کے ایجنٹ اور بعد میں شاعر کی حیثیت سے اعظم گڈھ آتے تھے تو مرزا صاحب ہی کے یہاں ٹھہرتے تھے، اور شعر و شاعری کی محفل گرم ہوتی تھی، اس میں مولانا عبد السلام مرحوم پابندی سے اور کبھی کبھی سید صاحبؒ بھی شریک ہوتے تھے، جگر صاحب کے کلام کا پہلا مجموعہ داغِ جگر اعظم گڈھ ہی سے شایع ہوا، اس پر مرزا احسان احمد صاحب کا مبسوط مقدمہ ہے، اسی سے جگر صاحب کی شہرت کا آغاز ہوا، مرزا صاحب کے گھر سے دار المصنفین کے تعلقات بڑے گہرے تھے، ان کے بڑے بھائی مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم دار المصنفین کی مجلس انتظامیہ کے ہمیشہ رکن رہے، ان کے بعد مرزا صاحب منتخب ہوئے، اور اپنی وفات تک رہے، ان کی زندگی بڑی سادہ اور درویشانہ تھی، استطاعت کے باوجود تکلفات سے ہمیشہ بری رہے، طبیعت میں بڑا استغنا تھا، ان کا پیشہ ضرور وکالت تھا مگر اُنکی طرف اُنکا طبعی رجحان نہ تھا، بس بقدر ضرورت ہی وکالت

،اور ادھر دس بارہ سال سے بالکل چھوڑ دی تھی، طبیعت بڑی مرنجاں مرنج تھی، کسی کے
ور مقامی سیاست سے ان کو کوئی تعلق نہ تھا، اپنے حال میں مست رہتے تھے، صاحب خیر
کار خیر میں بڑی فیاضی سے صرف کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، "م"

مولانا عبد المجید حریری مرحوم

سرا علمی حادثہ مولانا عبد المجید حریری مرحوم کی وفات کا ہے، انھوں نے بھی گذشتہ مہینہ
مرحوم مدینورہ۔ بنارس کے ایک ممتاز انصاری خاندان سے تھے، عربی اور انگریزی
ونوں کے فاضل تھے، عربی کی تکمیل کے بعد انگریزی کی تعلیم علی گڈھ کالج میں حاصل کی تھی،
کے ممتاز طلبہ میں تھے یہیں سے خلافت اور نان کو اپریشن کی تحریک میں شریک
زمانہ تک جنگ آزادی میں سرگرمی سے حصہ لیتے رہے، اس دور کے تمام بڑے بڑ
ان کے تعلقات تھے، ہندوستان کی آزادی کے بعد حکومت ہند نے انکو سعودی عر
زل مقرر کیا، کئی سال تک اس عہدہ پر رہے، اس سے سبکدوش ہونے کے بعد کچھ دن
رب پایہ تخت ریاض میں قیام رہا، مرحوم ہندوستان کے ممتاز صاحب علم تھے، عربی زبان
بان کی جیسی قدرت حاصل تھی، مقرر بھی اچھے تھے، لیکن افسوس انکے سیاسی ذوق نے انکے
و دکھنے کا موقع نہ دیا، ایک عرصہ سے اسکا دائرہ بھی مقامی سیاست تک محدود ہو گیا تھا، اسلئے وہ جس علمی
تھے وہ انکو حاصل نہ ہو سکی، اور اب عرصہ سے خانہ نشینی اختیار کر لی تھی، وہ مسلکاً اہلحدیث تھے، لیکن ہر مسلک کے علماء اور
قات تھے، دارالمصنفین کے بزرگوں سے بھی انکے پرانے روابط تھے اس سلسلہ میں کئی مرتبہ انکا یہاں آنا ہوا گذشتہ
سے بنارس جانا ہوا تو ملاقات کیلئے انکی خدمت میں بھی حاضر ہوا تھا، بہت ضعیف ہو چکے تھے، دماغ بھی پوری
، تعارف کے بعد پہچانا، اور بڑی شفقت و محبت سے پیش آئے، اسی وقت اندازہ ہو گیا تھا کہ اب یہ چراغ زیادہ دن
یک زمانہ میں علمی اور سیاسی حلقوں میں انکی خاصی شہرت تھی، مگر اس دور کے لوگ تو انکے نام سے بھی واقف
البقاء للہ وحدہ، اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے،

"م"

مطبوعاتِ جدیدہ

مغربی تہذیب آغاز و انجام، مرتبہ جناب محمد ذکی صاحب لکچرار شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ،
متوسط تقطیع، کاغذ کتابت و طباعت عمدہ، صفحات ۲۰۰، مجلد قیمت ۴ مصنف سے مذکورہ بالا پتہ پر ملیگی،

مغربی تہذیب اس کتاب کا موضوع بحث ہے، اس میں دکھایا گیا ہے، کہ اس کی ابتدار کب اور کس طرح ہوئی، اور پھر وہ کن کن مراحل سے گذر کر موجودہ مقام تک پہنچی ہے، مصنف کے خیال میں دنیا میں بنیادی حیثیت سے دو ہی تہذیبیں ہیں ایک اسلامی دوسری غیر اسلامی، اسی موخر الذکر کا نام مغربی تہذیب ہے، جو کوئی نئی تہذیب نہیں ہے، بلکہ قدیم زمانہ سے آج تک چلی آرہی ہے، اسی نقطۂ نظر سے اس کتاب میں پہلے انسانی تاریخ کی ابتدا سے بحث کی ہے پھر مغربی تہذیب کے آغاز سے ابتک کی مفصل تاریخ اور خصوصیات بیان کی گئی ہیں مگر اولاً تو مصنف کا یہ دعویٰ ہی ناقابلِ قبول ہے، دوسرے یہ پتہ نہیں چلتا کہ آخر وہ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ اور کیوں ان کے نزدیک اسلامی اور مغربی تہذیب کے صالح عناصر میں ہم آہنگی ناممکن ہے، اس سلسلہ میں مولانا سید ابو الحسن علی ندوی پر ان کے اعتراضات بیجا معلوم ہوتے ہیں، تاہم اس سے قطع نظر اس کتاب میں تہذیب و ثقافت کے بعض مرکزوں اور گہواروں جیسے عراق، مصر، یونان، روم اور قرون وسطیٰ کے کلیسائی نظام اور فرانس (انقلاب سے پہلے اور بعد) وغیرہ کے سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی حالات اور رجحانات کے بارہ میں مغربی مورخین

... النوع معلومات آگئے ہیں۔

... ے ہندوستانی مسلمان (۴) مرتبہ جناب سید اوصاف علی و عابد رضا بیدار
... ط تقطیع، کاغذ کتابت و طباعت اچھی صفحات ۲۹۰ مجلد مع گرد پوش قیمت عسہ،
... ٹیوٹ آف اورنٹیل اسٹڈیز ۹۰۰ اکلاس: محال۔ دہلی نمبر ۹،

... عربی اسلامی مدارس کا نصاب و نظام تعلیم اور عصری تقاضے" کے موضوع پر نئی دہلی
... تھا، یہ کتاب اس کی روداد ہے، اس سمینار میں مولانا عبد السلام خاں رامپوری
... حمد، جناب اخلاق احمد، مولانا سعید احمد اکبر آبادی اور پروفیسر محمد شفیع اگوانی
... اور بحث میں حصہ لینے والے چند ممتاز لوگوں کے نام یہ ہیں:۔ پروفیسر عبد العلیم
... سی، پروفیسر اجمل خاں مرحوم، بیرسٹر نور الدین احمد، مولانا سعید احمد اکبر آبادی
... اضی سجاد حسین، مولانا عبد السلام قدوائی ندوی، عبد اللطیف اعظمی اور

... صاحب نے ان حضرات کے مضامین اور تقریروں کے علاوہ اس موضوع سے
... تحریریں بھی جمع کر دی ہیں، اور شروع میں ایک فکر انگیز اور قابل قدر مقدمہ
... یہ اس موضوع پر بڑی جامع کتاب ہو گئی ہے، گو اس کے تمام خیالات سے
... موجودہ زمانہ میں عربی مدارس کے نصاب میں اصلاح کی ضرورت مسلم ہے،
... سے بڑی مدد ملے گی، صفحہ ۳۰ پر سید انصاری صاحب کے بارہ میں لکھا گیا ہے
... فین میں رہ چکے ہیں، حالانکہ موصوف کا وطن اعظم گڈھ ضرور ہے، اور وہ
... نظامیہ کے ارکان میں بھی ہیں لیکن اس سے وابستہ کبھی نہیں رہے، دراصل دار المصنفین
... مولانا سعید انصاری مرحوم صاحب سیر انصار تھے،

اردو کشمیری فرہنگ جلد اول، کاغذ کتابت و طباعت عمدہ، بڑی تقطیع صفحات ۴۳۰،
مجلد مع گرد پوش، قیمت تحریر نہیں، ناشر سکریٹری جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز،

جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لنگویجز، اردو اور کشمیری دونوں زبانوں کی مفید خدمات انجام دے رہی ہے، زیر نظر کتاب اسی کا نمونہ ہے، اس میں اردو زبان کے الفاظ اور ان سے بنے ہوئے محاوروں، ترکیبوں اور کہاوتوں کے کشمیری زبان میں معانی لکھے گئے ہیں، کتاب کئی جلدوں میں مکمل ہوگی، زیر نظر جلد میں حرف الف سے شروع ہونے والے الفاظ اور محاورں کے معانی لکھے گئے ہیں، کتاب بڑی محنت و کاوش سے، اور گو ان لوگوں کے لئے لکھی گئی ہے، جو اردو سے کشمیری زبان میں ترجمہ و تصنیف کا کام کرتے ہیں، مگر دونوں زبانوں سے واقفیت رکھنے والے عام لوگوں کے لئے بھی یہ مفید ہے،

ترجمان مسلم پرسنل لا نمبر، مرتبہ مولانا عبد الحمید رحمانی صاحب، بڑا اخباری سائز،
کاغذ، کتابت، طباعت اچھی صفحات ۹۰ صفحے، قیمت ۳ ؁، پتہ منیجر ترجمان، ۲۱۔ پریس اسٹریٹ
صدر بازار، دہلی نمبر ۶،

ہندوستان کی آزادی کے بعد مسلمان جن گوناگوں مسائل سے دوچار ہیں، اُن میں اس وقت سب سے اہم مسئلہ مسلم پرسنل لا کا ہے، اور مسلمان من حیث القوم اس کے تحفظ پر متفق اور اس میں حکومت کی مداخلت اور مشترکہ سول کوڈ کے خلاف ہیں، جماعت اہلحدیث کے پندرہ روزہ اخبار "ترجمان" نے اسی مسئلہ پر یہ مسلم پرسنل لا نمبر شائع کیا ہے، جو اس کے جملہ مسائل اور اس سے متعلق مفید اور معلوماتی مضامین پر مشتمل ہے، "پوتے کا حق وراثت" (مولانا عبید اللہ رحمانی)، ہندوستانی مسلمان اور تحفظ شریعت (مولانا محمد عثمان فارقلیط)، "مسلم پرسنل لا" (قاضی محمد عدیل عباسی)، "مشترکہ سول کوڈ" (ظفر احمد صدیقی) اور قانون فسخ نکاح مسلمین ۱۹۳۹ء (پروفیسر طاہر محمود) خصوصیت سے اہم

ن ہیں، یہ بڑی محنت سے مرتب کیا گیا ہے اور اس کی اشاعت نے وقت کی ایک اہم
ضرورت پوری کی ہے،

جہ میر درد، مرتبہ ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی، تقطیع خورد، کاغذ، کتابت و طباعت اچھی،
جلد مع گرد پوش، قیمت سے، پتہ مکتبہ شاہراہ اردو بازار دہلی نمبر۶،

ور شاعر اور مشہور صوفی خواجہ میر درد کے اردو دیوان کا نیا اڈیشن ہے جس کو
، ہیڈ شعبۂ اردو دلی یونیورسٹی نے دیوان کے کئی مطبوعہ اور قلمی نسخوں اور
سے مرتب کیا ہے، حاشیہ میں انھوں نے مختلف نسخوں کے اختلافات کی تصریح کردی ہے
یب سے دی گئی ہیں، آخر میں فردیات، قطعات، رباعیات، ترکیب بند اور مخمس
ع میں ڈاکٹر صاحب کے قلم سے ایک پرمغز اور قابلِ مطالعہ مقدمہ ہے، اس
یت، شاعری اور تصوف پر بڑے اعتدال و توازن کے سنجیدہ بحث کی گئی ہے اور آخر میں
فرہنگ دیئے گئے ہیں، دیوان درد کے اب تک جو اڈیشن چھپے ہیں ان میں یہ سب
اور تصوف کے بارہ میں مفید معلومات پر مشتمل ہے

ت تہجی" مرتبہ ڈاکٹر محمد انصار اللہ صاحب تقطیع خورد، کاغذ کتابت و طباعت
ت، ۵ پیسے پتہ ادارۂ المخدوم، ڈاکخانہ نندا اور ضلع کڑپہ۔ آندھرا پردیش،
ند نوجوان اور لائق اہل قلم ہیں، مخطوطات اور غالبیات وغیرہ پر ان کے بعض محققانہ
ظر کو ان کی جانب متوجہ کر دیا ہے، اس مختصر رسالہ میں اردو کے حروف تہجی کے عہد بعہد
کے سلسلہ میں ہونے والی اصلاح و ترمیم کا جائزہ، انکی وضع و ایجاد کے موقع اور اردو
رنے کے وجوہ و نتائج وغیرہ پر گفتگو کی گئی ہے مصنف نے رسم الخط کی اصلاح کے سلسلہ میں
(ض)

جلد ۱۱۱ ماہ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ مطابق ماہ فروری ۱۹۷۳ء۔ عدد ۲

مضامین

شذرات	شاہ معین الدین احمد ندوی	۸۴-۸۲

مقالات

ہندوستان میں علم حدیث اموی دور تک	جناب مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری اڈیٹر البلاغ بمبئی	۹۸-۸۵
کیا اسلامی قانون رومی قانون کا رہین منت ہے،	ترجمہ جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب پیرس	۱۱۶-۹۹
سید امیر ماہ بہرائچی	جناب معین احمد صاحب علوی	۱۳۴-۱۱۷
سلطان عبدالحمید کی معزولی کا حقیقی سبب (ایک جدید انکشاف)	محمد نعیم ندوی صدیقی ایم، اے رفیق دار المصنفین	۱۴۶-۱۳۵
خریطۂ جواہر	شاہ معین الدین احمد ندوی	۱۵۶-۱۴۷
مطبوعات جدیدہ	"ض"	۱۶۰-۱۵۷

بکثرت اضافوں کے ساتھ دو کتابیں

بزم صوفیہ — قیمت للعہ روپے

بزم تیموریہ جلد اول — قیمت للعہ

فہرست مضمون نگاران معارف

(جلد ۱۱۱)

ماہ جنوری ۱۹۷۳ء تا ماہ جون ۱۹۷۳ء

(بہ ترتیب حروف تہجی)

شمار	مضمون نگار	صفحہ
۱	جناب مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری اڈیٹر البلاغ بمبئی	۵-۸۵، ۳۲۵، ۴۲۴
۲	ڈاکٹر ام ہانی ریڈر شعبۂ فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ	۲۰۱، ۲۸۴
۳	جناب بدیع الزماں صاحب اعظمی	۳۶۴
۴	سید صباح الدین عبد الرحمٰن	۲۰-۱۲۵، ۲۳۵-۲۴۵، ۴۷۵
۵	ضیاء الدین اصلاحی، رفیق دار المصنفین	۷۷-۱۵۷، ۲۱۸-۲۳۶، ۳۱۵-۳۵۸، ۴۷۹
۶	جناب عبد الرزاق صاحب پٹنہ	۳۶۵

شمار	مضمون نگار	صفحہ
۷	جناب ڈاکٹر غلام مصطفٰے صاحب ریڈر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ	۳۴۳، ۴۴۴
۸	جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب پیرس	۴۱-۴۳، ۱۸۵-۹۹، ۳۱۷
۹	محمد نعیم صدیقی ندوی ایم، اے رفیق دار المصنفین	۱۳۵
۱۰	جناب معین احمد صاحب علوی	۱۱۷
۱۱	شاہ معین الدین احمد ندوی	۲-۵۷، ۷۵، ۷۶، ۸۲، ۱۴۷، ۱۶۲، ۲۱۵، ۲۳۹، ۲۴۲، ۳۱۸، ۳۲۲، ۳۸۲، ۳۹۸، ۴۰۲، ۴۰۵، ۴۱۱، ۴۶۳، ۴۶۴